اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

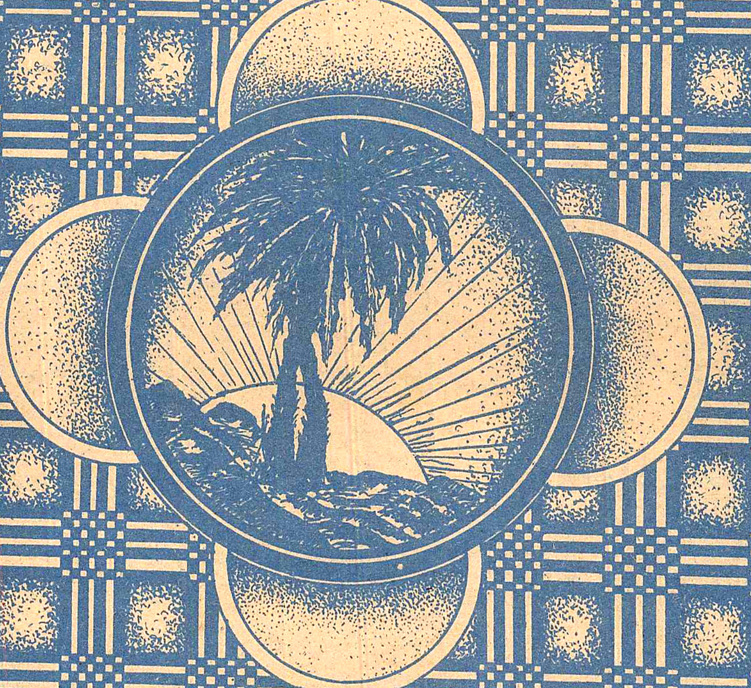

18/25

قائد جمعیتہ حضرت مولانا مفتی صاحب مدظلہ ذیابیطس کے تازہ حملہ کے پیشِ نظر سی۔ ایم۔ ایچ راولپنڈی میں زیر علاج ہیں۔ حضرت مفتی صاحب سے رابطہ کے بعد علم ہوا کہ آپ کی حالت تسلی بخش ہے مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ احباب مطمئن رہیں اور دلجمعی سے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرتے رہیں۔ تمام جماعتی احباب سے درخواست ہے کہ مفتی صاحب کی جلد صحت یابی کے لیے دعا کریں۔ ادارہ

پیرزادہ

دار کے قریب

بے حال، ہر شریف ستم کے فشار سے
پامال ملک و قوم، وزیروں کی ڈار سے

قدّوسیوں کی بات نہیں ہے فقط یہاں
کچھ بادہ خوار بھی ہیں خفا بادہ خوار سے

بھوکوں کے غول بپھرے ہوئے ہیں گلی گلی
ڈر ہے الجھ پڑیں نہ کہیں شہریار سے

عیاشیوں میں گم ہیں کسانوں کے "جانثار"
مزدور مضمحل ہیں فلاکت کے بار سے

کمخواب زیب تن ہیں غریبوں کے "غم گسار"
محروم ہیں غریب مگر تار تار سے

لہرا رہے ہیں بھوک کے پرچم جگہ جگہ
چہرے ملول و زرد ہیں دل بے قرار سے

رامے غزل سرا ہیں جو بحر طویل میں !!
شاید ہیں شکوہ سنج غم روزگار سے

طفلانہ حرکتوں پہ تلے ہیں "عوام دوست"
جمہوریت کی بات گذرنا ہے دار سے

جانباز کچھ رہے ہیں سدا دار کے قریب
کچھ لوگ بولتے ہیں فقط اقتدار سے

اکرام القادری

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۲۵
جمعۃ المبارک ۲۷ جون ۱۹۷۵ء، ۱۶ جمادی الثانی۔

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور
رئیس الادارہ
اکرام القادری
مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★ ★

بدل اشتراک
سالانہ ـــــ ۳۸ روپے
ششماہی ـــــ ۱۹ روپے
سہ ماہی ـــــ ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ:
۷۵ پیسے

اداریہ **اکرام القادری**

رامے صاحب کی چیستان

وزیر اعلیٰ پنجاب جناب حنیف رامے ان دنوں جس مہم کو سر کرنے کے لیے رواں دواں ہیں، وہ سوشلزم کے تن مردہ میں جان ڈالنا، علماء کی تضحیک کرنا اور اسلام اور سوشلزم کو خلط ملط کر دینا ہے۔

وزیر اعلیٰ موصوف نے گزشتہ دنوں گوجرانوالہ میں خطابت و دانشوری کے جوہر دکھاتے ہوئے جس گل افشانیٔ گفتار کا مظاہرہ کیا ہے وہ وہی پرانا راگ ہے جو اس قبیل و قماش کے لوگ اپنے اقتدار کی گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دینے کے لیے الاپتے رہتے ہیں۔ رامے صاحب بزعم خیش اپنی تمام تر "دانشوری" اور "عالمانہ" آن بان کے باوجود ایک ایسے ملک میں علماء کی اہانت اور سوشلزم کے نفاذ کے خواب دیکھ رہے ہیں جو علماء کی قربانیوں سے اور اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے۔ رامے صاحب کی حالت نہ جائے ماندن نہ پاتے رفتن کی ہے۔

ایک ہی سانس میں آنمحترم متضاد اور بے سروپا باتیں کہہ جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "ہمارا عقیدہ، ہمارا مذہب، ہمارا دین اسلام ہے" جس کے ایک ایک جزو میں عدل و مساوات کی تلقین کی گئی ہے۔ مساوات کا سبق دیا گیا ہے اس کے بعد ضرورت اس امر کی تھی کہ رامے صاحب یوں گویا ہوتے کہ اس کا عملی نمونہ خلافت راشدہ کا وہ نظام ہے جو خواجہ کونین ؐ کے تربیت یافتہ قدسی انسانوں نے آج سے ۱۴ سو سال قبل برپا کیا تھا۔ مگر نہیں، اس کے برعکس ارشاد یہ ہوتا ہے کہ "ہم ملک میں ایسے ہی سوشلسٹ معاشرے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں"۔ یہ ہیں ہاتھی کے دانت دکھانے اور کھانیکے اور

حسب عادت علماء سے متعلق رامے صاحب نے روایتی شائستگی کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے کہا: "ہم علماء کی دلی قدر کرتے ہیں، لیکن ان حلوہ کھانے والے ملاؤں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے جو سرمایہ داروں کے ایجنٹ ہیں"۔ کیا رامے صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ کونسے علماء ہیں جن کی جناب دل سے قدر کرتے ہیں۔ محترم آپ کی اس مبہم قدر دانی سے عوام کا ذہن اگر کسی طرف جا سکتا ہے تو وہ کراچی کی جیکب لائن، راولپنڈی کی بھوسہ منڈی، آلو مہار کی گدی نشینی اور وزارت امور مذہبیہ کی طرف جاتا ہے رامے صاحب دیانتداری سے بتائیں کہ کیا وہ عالی مرتبت علماء یہی نہیں ہیں؟ کیا انہی بابرکت ہستیوں کے دم قدم سے اس ملک میں آپ ایسے ترقی پسند اسلام کی تعمیر کے بغیر لادینی نظریات کا نام لیتے ہوئے ڈرتے ہیں کیا ان ہی علماء کا وجود اسلام کی زندہ تصویر ہے۔ کیا ان ہی کی تگ و تاز سے اسلام سربلند و سرفراز ہو رہا ہے؟ کیا ان ہی علماء نے ہر دور میں سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے کا فریضہ سرانجام دیا ہے؟ رامے صاحب جوش خطابت کی بجائے ہوش و متانت سے کام لیں اور سوچیں کہ وہ جنو میں کیا کہہ رہے ہیں۔

جناب رامے کے بقول علماء کا ایک ایسا طبقہ بھی موجود ہے جو نہ صرف سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا ایجنٹ ہے بلکہ حلوہ کھانے ایسے سنگین جرم میں بھی ملوث ہے ہم ان کی اس چیستاں کو مجذوب کی بڑ اور دیوانے کے خواب سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ پیمانہ و صہبا کے یہ تمام متوالے اکٹھے ہو کر بھی علماء کے ایسے طبقہ کی نشاندہی نہیں کر سکتے جو موجودہ طفلانہ حکومت کا مخالف بھی ہو اور سرمایہ داروں کا ایجنٹ بھی۔ رہی حلوہ کھانے کی پھبتی تو ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں کہ بنت عنب کی تلخی کم کرنے کے لیے حلوے کا نام لیا جا رہا ہے۔

ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ سرمایہ داروں کے ایجنٹ وہ علما ہیں جن کی آپ دل سے قدر کرتے ہیں، جو آپکے ممدوح ہیں۔ آپکے مخالف علماء نہ سرمایہ داروں کے ایجنٹ ہیں اور نہ جاگیرداروں کے۔ انکا مشن اسلام کی عظمت رفتہ کو بحال کرنے کیلیے تن من دھن کی بازی لگا دینا ہے اور بس۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

پریمیئر پریس میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا

متحدہ محاذ کے قومی کنونشن سے

حضرۃ مولانا محمد عبداللہ درخواستی کا خطاب!

بعد از حمد و صلوٰۃ حضرت الامیر مدظلہٗ نے فرمایا:

مدت کے بعد یہ اجتماع ہوا ہے۔ مختلف مکاتب فکر کے علماء، مشائخ، طلباء و کلاء اور عوام اس میں شریک ہیں۔ سب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ ؎

نا امید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش
بیک خروش بمنزل گہے رسیدہ ام

آواز آرہی ہے۔ آنے کی دیر ہے منظوسی میں دیر نہیں مانگنے میں دیر ہے، دینے میں دیر نہیں دینے والا دے رہا ہے، مگر ہم نے مانگنا چھوڑ دیا ہے۔ ابھی کتنی حضرات نے تقاریر کرنی ہیں۔ وقت کی پابندی ہے یعنی صرف دس منٹ میں مجھے کچھ کہنا ہے جبکہ اتنے مختصر وقت میں ایک حدیث بیان کرنی بھی مشکل ہے۔ بہر حال اجمالاً عرض کر دوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ملک ہمیں اس وعدہ پر دیا کہ اس میں اسلامی آئین نافذ کریں گے۔

(حاضرین سے) تم سب مانتے ہو کہ یہی وعدہ تھا؟ (حاضرین نے ہاں میں جواب دیا) لیکن حالت یہ ہے کہ ۲۸ سال گزرنے کے باوجود جو بھی اقتدار پر آیا اس نے اسلامی آئین نافذ کیا نہ اپنانے کا ارادہ کیا۔ گویا ؎

مصرع: اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

؎ من از بیگانگاں ہرگز نمی نالم؟؟
بلا ہائے کہ شد نازل ز دست دوستاں آمد

کس کس چیز کو بیان کروں، جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، دماغ چکرا گیا۔ اسلام دربدر رو رہا ہے۔ کونے کونے سے اسلام کی ابدیت و حقانیت کی آواز آرہی ہے

ان الدین عند اللہ الاسلام
ومن یبتغ غیر الاسلام
دینا فلن یقبل منہ

مگر ہمارے حالات کے سبب نوبت یہاں تک آپہونچی کہ:

؎ کہتا ہے اسلام فریاد کر کے
مجھے کب چھوڑیں گے آزاد کر کے

اس کے باوجود ہمیں ناامیدی نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کی مہربانی کہ اس نے جو جدا تھے انہیں اکٹھا کر دیا (سب کہو الحمدللہ) میں نے آیت بھی اس مناسبت سے پڑھی۔ کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور اختلافات نہ کرو۔ آؤ آج عہد کریں کہ ہم اسلامی آئین نافذ کرانے، ظلم کو مٹانے، عدل و انصاف کو مٹانے والوں کو مٹانے کے لیے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام مل کر کوشش کریں گے۔ اگر تم لوگ پکا ارادہ کر لو مصائب کو برداشت کرنے کا عزم کر لو، اپنے دل میں دین مصطفےٰ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کی تڑپ پیدا کر لو۔ سرحد و بلوچستان اور کشمیر میں ہونے والے مظالم کے ازالے کا جذبہ پیدا کر لو اور حق والوں کو حق دلانے کا عزم راسخ کر لو تو رب کعبہ کی طرف سے آواز آرہی ہے

نصر من اللہ و فتح قریب۔

(کنونشن کے دوران پنڈال میں واپڈا کی طرف سے بجلی کی رو بند کر دینے پر فرمایا) تم مادی بجلی بند کر سکتے ہو، دین مصطفےٰ کی روشنی نہیں بجھا سکتے۔ کہنے والے اندھیروں میں بغیر لاؤڈ سپیکر کے بھی کہیں گے۔ حق قید میں بھی کہا جائے گا اور اس وقت تک کہا جائے گا جب تک ظالم کا ظلم ختم نہیں ہو جاتا۔

(نعروں کی کثرت پر فرمایا) نعروں کا وقت نہیں کام کرنے اور دین پر مر مٹنے کا وقت ہے۔ اپنا فرض پہچانو۔

وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ

میں سب لوگوں کو محور اتحاد پر مبارک باد دیتا ہوں۔ یہ اللہ کی نعمت ہے اور نعمت پر شکر کرو گے تو اس میں اضافہ ہوگا۔

مجھے جب یہاں آنے کا کہا گیا تو کہا کہ دس منٹ شرکت کر لو۔ میں نے سوچا کہ کچھ کہہ بھی دوں کہ زندگی کا پتہ نہیں۔ اسی غرض سے یہ چند جملے کہے اور بار بار اتحاد اور عزم راسخ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور یہ کہ مصائب پہ گھبرانا نہیں، یقین کامل کے ساتھ قدم بڑھاؤ گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

ایک واقعہ عرض کرتا ہوں کہ حدیبیہ کے موقع پر وضو اور پینے کے لیے پانی نہیں تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہیں سے پانی

باقی، ص ۲۰ پر

رپورٹ : زاہد الراشدی

یکم رجب سے ملک بھر میں نئی رکن سازی کا آغاز ہوگا

قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ مرکزی ناظم انتخاب مقرر کر دیے گئے

مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس اور اہم فیصلے !!

متحدہ جمہوری محاذ کے قومی کنونشن کے اختتام پر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس ۱۶ جون بروز پیر ۸ بجے صبح شیرانوالہ گیٹ لاہور میں نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد شریف وٹو کی زیر صدارت شروع ہوا۔ مولانا عبداللطیف انور امیر ضلع شیخوپورہ نے تلاوت کلام پاک سے کارروائی کا آغاز کیا۔ اس کے بعد جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم جناب قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ نے متحدہ جمہوری محاذ کے قومی کنونشن کے بارے میں اپنے تاثرات پیش کیے:

محاذ نے جمہوری اقدار کی بحالی کے لیے نمایاں خدمات سر انجام دی ہیں!

آپ نے متحدہ جمہوری محاذ کے قیام سے اب تک اس کی سرگرمیوں کا سرسری جائزہ لیا اور کہا کہ محاذ نے حکمران پارٹی کے وحشیانہ سلوک اور غیر انسانی رویہ کے باوجود ملک میں اسلام کی سربلندی اور جمہوریت کی بحالی کی تحریک کو جاری رکھا ہے اور محاذ کے رہنماؤں نے اب تک جو قربانیاں پیش کی ہیں ان کی مثال نہیں ملتی۔ قاری صاحب نے تحریک سول نافرمانی میں محاذ کے کارکنوں پر پولیس کے بہیمانہ تشدد کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ متحدہ جمہوری محاذ کے جیالے کارکنوں نے اس تشدد کا پوری جرأت سے مقابلہ کیا اور بالآخر حکومت کو دفعہ ۱۴۴ ختم کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ آپ نے قومی کنونشن کی کامیابی کو عوامی حقوق کی بحالی کی تحریک کے لیے نیک فال قرار دیا۔ اور کہا کہ اس کے نتائج دوررس ہوں گے۔

قاری صاحب کی تقریر جاری تھی کہ حضرت امیر مرکزیہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ تشریف لاکر مسند صدارت پر رونق افروز ہوئے۔

قاری نورالحق ایڈووکیٹ نے کہا کہ ہمیں اپنے قائدین پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے ان کے فیصلوں پر عمل کرنے اور اس سلسلے میں ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہنا چاہیے

اس کے بعد حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے خطاب فرماتے ہوئے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ ظلم و جبر کے مقابلہ کے لیے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لیے تیار رہیں۔

آپ نے فرمایا ہم نے کبھی باطل اور ظلم کے سامنے سر نہیں جھکایا اور آیندہ بھی ظلم و باطل کے خلاف ہر جدوجہد میں ہم سب سے آگے ہوں گے۔

حضرت الامیر مدظلہ نے محاذ کے قومی کنونشن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اصل ضرورت اس امر کی ہے کہ اشتراکِ عمل کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کیا جائے اور مشترکہ مقاصد کے لیے مؤثر جدوجہد کی جائے۔

آپ نے کہا کہ ظلم کے خلاف جنگ جہاد ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

"ظالم سلطان کے سامنے حق بات
کہنا سب سے بڑا جہاد ہے"

قائد جمعیت کو حضرت الامیر کا خراجِ تحسین!

اس کے بعد حضرت الامیر مدظلہ نے فرمایا: علالت کی وجہ سے زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکتا صرف اس لیے کچھ دیر کے لیے آگیا ہوں تاکہ غیر حاضری نہ ہو۔ اس موقعہ پر حضرت مدظلہ نے قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کے بارے میں فرمایا: مفتی صاحب پوری تندہی اور محنت کے ساتھ

تمام محاذوں پہ کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ سے نوازیں اور اس سے بھی زیادہ کام کرنے توفیق دیں۔

ملک کی آزادی میں ہمارے اکابر کا کردار فیصلہ کُن ہے

حضرت الامیر مدظلہ نے حضرت امروٹیؒ اور حضرت دین پوریؒ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انگریزی حکومت سے ملک کو آزاد کرانے میں سب سے زیادہ محنت ہمارے اسلاف و اکابر نے کی ہے اور انہی کی مساعی سے یہ ملک آزاد ہوا ہے۔

حضرت الامیر خطاب کے بعد تشریف لے گئے اور کارروائی دوبارہ مولانا محمد شریف صاحب کی زیر صدارت شروع ہوئی راقم الحروف نے مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۲۸، ۲۹/ اپریل بمقام مدرسہ قاسم العلوم ملتان کی کارروائی توثیق کے لیے پڑھ کر سنائی جس کی مجلس عمومی نے منظوری دے دی۔

اس کے بعد قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرۃ مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ نے متحدہ جمہوری محاذ کے قومی کنونشن اور محاذ کی مرکزی مجلس عمل کے اجلاسوں کی کارروائی مجلس عمومی کے سامنے پیش کی۔

سیاست دین کا ایک اہم شعبہ ہے

آپ نے فرمایا جمعیۃ علماء اسلام بیک وقت مذہبی جماعت بھی ہے اور سیاسی بھی اور ہم سیاست میں اس لیے حصہ لیتے ہیں کہ ہمیں ایسا کرنے کا مذہب نے حکم دیا ہے، کیونکہ مذہب اسلام صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ ایک اچھی حکومت کا قیام اور قرآن و سنت کے نظام کا نفاذ اس کے اہم مقاصد میں سے ہے۔ اس لیے سیاست دین کا ایک اہم شعبہ ہے اور ہمارے سیاست میں حصہ لینے کا مقصد مذہب کی سربلندی اور عمل داری ہے۔ ہمارے اکابر نے فرنگی سامراج سے وطن عزیز کی گلوخلاصی اور اسلامی علوم کی حفاظت کی جدوجہد اسی جذبہ کے تحت کی ہے اور مذہب ہمیں ظالم اور کافر نظام کو ختم کرنے اور اسے شکست دینے پر مجبور کرتا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام مذہبی معاملات میں بھی عوام کی نمایندگی کرتی ہے۔

قائد جمعیۃ نے کہا: جمعیۃ علماء اسلام سیاست میں بھرپور حصہ لینے کے ساتھ ساتھ خالص مذہبی معاملات میں بھی ملت اسلامیہ کے جذبات کی ترجمانی و نمائندگی کرتی ہے۔

تحریک ختم نبوت میں جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں اور کارکنوں نے فیصلہ کن کردار ادا کیا اور جمعیۃ کے ارکان نے بے پناہ قربانیاں دیں۔ مدارس دینیہ کے تحفظ کے لیے جمعیت علماء اسلام نے دوسری جماعتوں کے ساتھ مل کر مؤثر آواز اٹھائی۔ خود میں نے بھٹو سے اس مسئلہ پر بات کی۔ اور اب جب پتہ چلا کہ امریکہ کی ایک کمپنی لیبیا، مراکش، اور کویت کے تعاون سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فلم بنا رہی ہے تو جمعیۃ علماء اسلام نے مذہبی جذبات کے تحت اس کے خلاف شدید رد عمل کا اظہار کیا۔

لیبیا کے سفیر سے ملاقاتیں

خود میں نے لیبیا کے سفیر سے ملاقات کر کے اس فلم کے بارے میں مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کیا اور کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے کسی بھی بزرگ کے کردار کی نقل اتارنا اور اسے پردۂ سکرین پر لانا ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔ انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین میں سے کسی بزرگ کا کردار ادا نہیں کیا گیا۔ صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور غالباً بعض دیگر صحابہؓ کا کردار ادا کیا گیا ہے ہم نے ان سے کہا کہ یہ بھی ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔

اس کے بعد حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدظلہ کی قیادت میں تحصیل نوشہرہ کے علماء کا ایک وفد نے بھی ان سے ملاقات کی۔ یہ سب سرگرمیاں اس امر کا ثبوت ہیں کہ جمعیت علماء اسلام سیاسی خدمات کے ساتھ خالص مذہبی معاملات میں بھی عوام کی بھرپور نمایندگی اور راہنمائی کرتی ہے۔

ہم نے اسمبلیوں کا بائیکاٹ اسمبلیوں کو با اختیار بنانے کے لیے کیا ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے حزب اختلاف کی طرف سے اسمبلیوں اور سینٹ کے بائیکاٹ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے یہ بائیکاٹ اسمبلیوں کو با اختیار بنانے کے لیے کیا ہے، کیونکہ اسمبلی میں اپوزیشن کی آواز کا گلا گھونٹ دیا گیا ہے اور اہم فیصلے اسمبلی کے بغیر کیے جا رہے ہیں۔ اسمبلی کا ریکارڈ گواہ ہے کہ عوام کے مسائل پر سب سے زیادہ آواز حزب اختلاف نے اٹھائی ہے اور عوام کی صحیح نمایندگی اپوزیشن

نے کی ہے، لیکن اسمبلی میں خود اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے مطابق جو حقوق ہمیں ملنے چاہئیں، ان سے ہمیں محروم کر دیا گیا ہے جب پر ہم نے فروری میں اسمبلی کا بائیکاٹ کر دیا۔ اس دوران حکمران پارٹی سے ہمارے مذاکرات ہوئے۔ بالآخر پھر ۶/ فروری کو معاہدہ طے پایا کہ اپوزیشن کو تحریک التوا قرار دادیں اور سوالات کرنے کا حق دیا جائے گا۔ اہم بلوں کے بارے میں اس سے مشورہ کیا جائے گا اور اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر کسی رکن اسمبلی کو گرفتار نہیں کیا جائے گا۔

بھٹو کو ۶/ فروری کا معاہدہ مسترد کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔

اس معاہدہ کا اعلان اسمبلی میں ہوا۔ وزیر تعلیم پیرزادہ نے اس کی تائید کی۔ ایوان نے اس کی منظوری دی۔ سپیکر نے اس پر عمل درآمد کرانے کا یقین دلایا۔ پھر سینٹ نے اس معاہدہ کی منظوری دی اور اس کے بعد وزیر اعظم نے امریکہ کے دورے سے واپسی پر اس معاہدہ کو قبول کرنے کا اعلان کیا۔ یہ ساری باتیں اسمبلی کے ریکارڈ میں موجود ہیں لیکن اب بھٹو صاحب نے اس معاہدہ سے انحراف کا اعلان کیا ہے۔ حالانکہ انہیں اس معاہدہ سے منحرف ہونے یا اسے مسترد کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

۶/ فروری کے معاہدہ پر عمل کے بغیر ہم اسمبلیوں میں نہیں جائیں گے،

اس لیے ہم نے قومی اسمبلی سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں کا بائیکاٹ کیا ہے اور ہمارا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ ۶/ فروری کے معاہدہ پر عمل درآمد کے بغیر ہم اسمبلیوں میں ہرگز واپس نہیں جائیں گے۔

آپ نے متحدہ جمہوری محاذ کے کنونشن کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کنونشن میں جو فیصلے کیے گئے ہیں وہ دور رس ہوں گے۔ محاذ نے اصولی طور پر موجودہ حکومت کے خلاف بھرپور تحریک چلانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اس سلسلے میں مرکزی مجلسِ عمل پروگرام کا جلد اعلان کر دے گی۔

یکم رجب سے رکن سازی شروع ہوگی۔

قائد جمعیۃ کے خطاب کے بعد آئندہ سہ سالہ مدت کے لیے جمعیۃ علمار اسلام کی رکن سازی کے بارے میں غور و خوض کیا گیا اور طے پایا کہ یکم رجب سنہ ۱۳۹۵ھ سے ملک بھر میں جمعیۃ علمار اسلام کی سہ سالہ رکن سازی کا آغاز ہوگا جو ۳۰ ذی الحجہ سنہ ۹۵ھ تک جاری رہے گی۔

محرم، صفر اور ربیع الاوّل سنہ ۹۶ھ میں ابتدائی و ضلعی انتخابات منعقد ہوں گے ربیع الثانی و جمادی الاوّل میں صوبائی انتخابات اور جمادی الثانی سنہ ۹۶ھ میں مرکزی انتخابات عمل میں لائے جائیں گے۔

فیس رُکنیّت ایک روپیہ کردی گئی۔

یہ بھی طے پایا کہ فیس رکنیت پچیس پیسے سالانہ کی بجائے تین سال کی فیس ایک روپیہ کر دی جائے اور تین سال میں ایک ہی بار وصول کی جائے۔ رکن سازی اور انتخابات کی نگرانی کے لیے جناب قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ ملتان کو مرکزی ناظم انتخاب مقرر کیا گیا۔

اجلاس میں حضرت الامیر، قائد جمعیۃ، حضرت مولانا محمد شریف نائب امیر اوّل، حضرت مولانا عبدالکریم بیر شریف نائب امیر دوم حضرت مولانا حبیب گل ناظم مرکزی و ایم پی اے کوہاٹ، حضرت مولانا عبید اللہ انور امیرِ صوبہ پنجاب، حضرت مولانا نور محمد ناظم اعلیٰ صوبہ سندھ، مولانا سید نیاز احمد شاہ گیلانی ناظم اعلیٰ صوبہ پنجاب، حاجی کرامت اللہ سالار اعظم، حاجی شبیب شاہ سینیٹر بنوں اور دیگر سرکردہ حضرات کے علاوہ مجلس عمومی کے ارکان اور اعزازی مندوبین کم و بیش ۲۰۰ کی تعداد میں شریک ہوئے۔

اجلاس کے اختتام پر مندرجہ ذیل قرار دادیں بالاتفاق منظور ہوئیں:

قرار داد نمبر ۱

کل پاکستان جمعیۃ علمار اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کا یہ اجلاس حضرت العلام مولانا محمد یوسف بنوری کے والد مکرم حضرت مولانا

محمد ذکریا بنوری

اور جمعیۃ علمار اسلام صوبہ سندھ کے سابق نائب امیر حضرت مولانا عبد العزیز تھوڈیر کے وصال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی دینی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے درجات بلند فرمائیں اور [illegible] صبر جمیل عطا فرمائیں۔

قومی کنونشن کے فیصلوں کی توثیق

قرار داد نمبر ۲:

کل پاکستان جمعیۃ علمار اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کا یہ اجلاس متحدہ جمہوری محاذ کے

قومی کنونشن کی کامیابی پر محاذ کے راہ نماؤں کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے اور کنونشن کے فیصلوں کو ملک کی سیاسی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل قرار دیتے ہوئے ان کی مکمل توثیق کرتا ہے۔ یہ اجلاس قومی امید کا اظہار کرتا ہے کہ کنونشن میں طے شدہ لائحہ عمل وطن عزیز کی سالمیت کو درپیش خطرات و خدشات کے ماحول میں قوم کے لیے امید و یقین کی بنیاد ثابت ہوگا اور محاذ کے قائدین پاکستان کو آمریت اور وطن دشمن ٹولے کی دسترس سے بچا کر اسلامی نظام اور جمہوری اقدار کی راہ پر گامزن کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

یہ اجلاس نظام شریعت کے نفاذ اور بحالی جمہوریت کی تحریک کے سلسلے میں محاذ کی مرکزی قیادت خصوصاً حضرت مولانا مفتی محمود صاحب پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مکمل تعاون و قربانی کا یقین دلاتا ہے۔

ٹرانسپورٹ کو قومیانے پر احتجاج

قرارداد نمبر ۳ :

یہ اجلاس متعدد صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کے اقدامات کے بعد حکومت کی طرف سے ٹرانسپورٹ کو بتدریج قومیانے کے فیصلہ پر احتجاج کرتا ہے۔ صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کے سابقہ تجربات کے پیش نظر یہ اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ ٹرانسپورٹ کو افسر شاہی کے رحم و کرم پر چھوڑ دینے سے عوام کے لیے بے حد مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اس لیے یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ٹرانسپورٹ کو بتدریج قومی تحویل میں لینے کا فیصلہ واپس لے کر عوام کو مزید مشکلات سے بچایا جائے۔

اسمبلی کے فیصلے پر عمل کیا جائے

قرارداد نمبر ۴۔

یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیت کے بارے میں قومی اسمبلی کے فیصلے پر بلا تاخیر عمل درآمد کیا جائے اور قادیانیوں کو اس فیصلہ کی خلاف ورزی کرنے سے باز رکھنے کے لیے مؤثر اقدام کیا جائے۔

مقدمات واپس لیے جائیں

قرارداد نمبر ۵۔

یہ اجلاس اس امر پر شدید احتجاج کرتا ہے کہ تحریک ختم نبوت کے کارکنوں کے خلاف مقدمات واپس لینے کے بارے میں بار بار اعلان کے باوجود ابھی تک حکومت عملاً مقدمات کو واپس لینے میں ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے۔ بلکہ مزید مقدمات قائم کیے جا رہے ہیں یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ مقدمات فی الفور واپس لیے جائیں

مولانا عبدالستار خان نیازی کی گرفتاری پر احتجاج

قرارداد نمبر ٦۔

یہ اجلاس متحدہ جمہوری محاذ کے رہنما مولانا عبدالستار خان نیازی کی گرفتاری کی شدید مذمت اور اسے جمہوری و آئینی حقوق کے منافی قرار دیتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا موصوف کو فی الفور رہا کر کے ان کے خلاف مقدمات واپس لیے جائیں۔

مولانا چنیوٹی کو رہا کیا جائے

قرارداد نمبر ۷

یہ اجلاس مولانا منظور احمد چنیوٹی کی گرفتاری پر شدید احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا موصوف کو فی الفور رہا کر کے ان کے خلاف مقدمات واپس لیے جائیں۔

ارکانِ اسمبلی کو خراجِ تحسین

قرارداد نمبر ۸

یہ اجلاس سینٹ اور اسمبلیوں کے بائیکاٹ کے جرأت مندانہ فیصلہ پر ارکانِ اسمبلی و سینٹ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اسے ملکی سالمیّت کے تحفظ اور عوامی حقوق کی بحالی کے لیے ایک اہم قدم قرار دیتا ہے۔

مہنگائی پر احتجاج

قرارداد نمبر ۹۔

یہ اجلاس اشیائے صرف کی قیمتوں میں روزمرہ اضافہ کو حکومت کی غلط پالیسیوں اور عیاشی و دوروں پر اربوں روپے ضائع کرنے کا نتیجہ قرار دیتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ فضول اور بے مقصد اخراجات کو ختم کر کے اشیائے صرف کی قیمتوں کو عوام کی قوت خرید کی سطح پر لایا جائے۔

مرکزی مجلس عمومی کا یہ اجلاس کم و بیش پانچ گھنٹے جاری رہنے کے بعد حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

چٹ پر سرخ نشان چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔

خط و کتابت
کرتے وقت
خریداری نمبر
کا حوالہ ضرور دیں

رپورٹ: محمد یوسف ولی اللّٰہی

ہمارا بائیکاٹ صرف اسمبلیوں کو با اختیار ادارے بنانے کیلئے ہے

اپوزیشن کے بغیر جو بجٹ پاس ہوگا وہ قومی بجٹ نہیں ہوگا

متحدہ جمہوری محاذ کے قومی کنونشن میں قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود کا خطاب عام

متحدہ جمہوری محاذ کے زیر اہتمام قومی کنونشن منعقدہ ۱۴ ، ۱۵ ر جون ۷۵ء سے خطاب کرتے ہوئے قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ نے فرمایا کہ میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے شدید گرمی کے موسم میں تکلیف سفر اٹھا کر جمہوری محاذ کو تعاون کا یقین دلایا ہے۔ جمہوری محاذ پاکستان کی بقاء و سالمیت ، اسلام کی سربلندی اور جمہوریت کے احیاء کی جنگ لڑ رہا ہے اور جنگ کامل اتحاد کے بغیر نہیں لڑی جا سکتی۔

درحقیقت یہاں تمام لیڈر پوری پاکستانی قوم کے لیڈر ہیں۔ مجھے خوشی ہوتی اگر جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن شاہ احمد نورانی کا خیر مقدم کرتے اور جمعیۃ علماء پاکستان کے ورکرز نیشنل عوامی پارٹی کے لیڈروں کے خیر مقدم میں پیش پیش ہوتے اس لیے کہ ہم سب ایک ہیں آپ بھی اپنے دلوں میں محبت اور پیار کے جذبات کو زندہ رکھیں۔

آپ کے سامنے اس وقت دو قرار دادیں پیش ہوئیں جنہیں آپ نے منظور فرمایا تھا ایک قرارداد اسمبلی کے بائیکاٹ کے سلسلے میں ممبران اسمبلی کی حوصلہ افزائی کے لیے پیش کی گئی تھی میں اسمبلی کے ممبر کی حیثیت سے آپ پر یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا یہ بائیکاٹ بھی آپ کی نمائندگی کا حق ادا کرنے کے لیے ہے۔ ہمارا اسمبلی کے اندر جانا یا باہر رہنا صرف آپ کے حقوق کے تحفظ کے لیے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسمبلی کے اندر حزب اختلاف کے ممبر ہی قوم کی نمائندگی کرتے تھے اسمبلی کا ۳ سال کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں، ملک کے اہم ترین مسائل صرف اور صرف حزب اختلاف کے ارکان نے زیر بحث لا کر آپ کی نمائندگی کی ہے۔ جہاں تک حاضریوں کا تناسب ہے میں پیپلز پارٹی کے ممبروں کو چیلنج کرتا ہوں کہ ہمارے بائیکاٹ کے باوجود وہ تین سال کی حاضریوں میں ہمارا مقابلہ کریں۔ یقیناً ہماری حاضریاں ان سے بہت زیادہ ہیں۔ خود جناب وزیر اعظم صاحب کی تین سال میں شاید تیس۳۰ سے زیادہ حاضریاں نہیں ہیں یہ لوگ ہمیں نمائندگی کا سبق دیتے ہیں

ہمارا بائیکاٹ صرف اسمبلی کو با اختیار ادارہ بنانے کے لیے ہے۔ اور جب تک ہمیں صحیح طور پر اسمبلی میں نمائندگی کا حق نہیں دیا جاتا ہم اسمبلی میں نہیں جائیں گے۔

انھوں نے مزید کہا کہ ہم حکومت کے مطالبہ پر استعفیٰ نہیں دیں گے لیکن اگر متحدہ جمہوری محاذ نے یہ فیصلہ کر لیا تو ایک منٹ کی تاخیر کے بغیر تمام استعفے سپیکر کی میز پر پہنچ جائیں گے۔ اور جب ہم استعفیٰ دیں گے تو تم ہمارے حلقوں میں ضمنی انتخابات نہیں کرا سکو گے۔ پہلے کی طرح ضمنی انتخابات میں دھاندلیاں کر کے انتخابات کروانا ناممکن ہو جائے گا۔

میرے محترم دوستو! میں آج یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ جو آج ہمارے بغیر پاس ہوگا یہ قومی بجٹ نہیں ہوگا ہم اس کی منظوری نہیں دیں گے یہ پیپلز پارٹی کا بجٹ ہوگا قومی بجٹ نہیں ہوگا۔ اور میں دوسرے ملکوں کے سربراہوں کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو قرضے دیئے اور جن قرضوں کی بناء پر یہ بجٹ پاس ہوگا ہم اگر اقتدار پہ آتے تو وہ قرضے ادا کرنے سے انکار کر دیں گے اور ان قرضوں کی ادائیگی کی ذمہ داری ہم ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ جب تک ہم خود اس بجٹ کی منظوری میں شریک نہیں ہوتے، ہم ان قرضوں کے ذمہ دار نہیں ہونگے۔

اسمبلی میں کورم پورا نہ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ نے کل کا اخبار پڑھا ہوگا کہ کل ۱۴۵ کے ایوان میں ۱۲ افراد اسمبلی میں موجود تھے۔ جبکہ کورم کے لیے تعداد ۴۰ ہے اور پیپلز پارٹی کی غالب اکثریت ہے میں خود ایک روز بجٹ اجلاس کے دوران سپیکر کے پاس بیٹھا تھا تو ہاؤس میں صرف تین آدمی تھے اور

جناب سپیکر نے اجلاس شروع کرایا۔ جو کہ سراسر آئین کی خلاف ورزی ہے اس غیر آئینی اجلاس کے فیصلے ہم تسلیم نہیں کرتے۔ ریلوے بجٹ پاس ہوا صرف ۲۵ ارکان موجود تھے۔ کورم پورا نہیں تھا۔

ہمیں وہ تنخواہ اور الاؤنس وصول کرنے کے طعنے دیتے ہیں۔ ہم نے ان سے کہا ہوا ہے کہ اسمبلی میں غیر حاضر ارکان کی تنخواہ اور الاؤنس بند کرنے کا بل لائیں۔ ہم بائیکاٹ کے باوجود اسمبلی میں جائیں گے اور اس بل کے حق میں ووٹ دیں گے۔

غرض ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ عوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے کسی قسم کی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور انشاءاللہ ہم آپ کے سروں کا سودا نہیں کریں گے ہم آپ کے ساتھ رہیں گے اور آپ کے حقوق کا تحفظ کرتے جائیں گے۔

ملکی حالات کے بارے میں انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں ہماری فوج نے مظلوم مسلمانوں کو تشدّد کا نشانہ بنایا اور ہزاروں معصوم جانیں شہید کر دی گئیں اس ظلم کی نظیر ہٹلر اور مسولینی یا چنگیز خاں کے بعد آج تک نہیں ملتی۔ ہماری فوج سرحدوں کی حفاظت کرنے کی بجائے خود اپنی قوم کو فتح کرنے میں مصروف ہے

امریکہ کی طرف سے پاکستان کو اسلحہ کی سپلائی کی بحالی کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہندوستان اور افغانستان نے شور مچایا کہ اگر امریکہ نے پاکستان کو یہ اسلحہ سپلائی کیا تو یہ اسلحہ ہمارے خلاف استعمال ہوگا اور برِّصغیر کے حالات بگڑ جائیں گے۔

میں نے اس وقت کہا تھا کہ ہندوستان کو شور مچانے کا کوئی حق نہیں کیونکہ یہ اسلحہ اگر بھٹو صاحب کی نگرانی میں پاکستان کو حاصل ہوا تو یہ اسلحہ پاکستانی قوم کے خلاف استعمال ہوگا۔ واویلا تو ہمیں کرنا چاہیے جن کے خلاف اسلحہ استعمال ہو۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر امریکی حکومت بھٹو صاحب کی نگرانی میں پاکستان کو اسلحہ دیتی ہے تو اس کا یہ فرض ہے کہ بھٹو صاحب سے ہماری جان کی حفاظت کی ضمانت بھی لے کہ یہ اسلحہ پاکستانی قوم کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا۔ اگر یہ اسلحہ ہماری قوم کے خلاف استعمال ہوتا ہے تو میں اس کی سپلائی کے حق میں نہیں ہوں۔

اور یہ ہو رہا ہے کیا یہ سارا اسلحہ بلوچستان میں استعمال نہیں ہو رہا۔ کیا وہاں فوج موجود نہیں ہے۔ کوئی ملک بھی جو بھٹو صاحب کی نگرانی میں اسلحہ پاکستان کو سپلائی کرے اسے بھٹو صاحب سے یہ ضمانت لینی ضروری ہوگی کہ وہ اسے اپنی قوم کے خلاف استعمال نہ کریں۔

انھوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں ہمارا فرض ہے کہ اس ظالم حکومت کو بدلیں۔ میں اس حکومت سے مطالبے کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ اگر یہ حکومت انتخابات کے ذریعے تبدیل ہو سکتی تو ہم انتخابات کا انتظار کر لیتے، لیکن آپ جانتے ہیں کہ آزاد کشمیر کے حالیہ انتخابات نے ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان میں (FAIR) الیکشن ہونے کا امکان نہیں۔ اور بھٹو صاحب کے ہوتے ہوئے یہاں آزاد انتخابات نہیں ہو سکتے۔ وہ اگر آزاد انتخابات کی ضمانت بھی دیں تب بھی ہم ان پر اعتماد نہیں کر سکتے۔

اس کے دو راستے ہیں۔ یا تو مرکز اور صوبوں میں نیشنل گورنمنٹ قائم کی جائے اور اس کی نگرانی میں انتخابات کرائے جائیں۔ یا آئین میں ترمیم کر کے انتخابات کے دوران حکومت سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے سپرد کر دی جائے۔ پھر شاید انتخابات آزاد ہوں ان دو میں کوئی ایک راستہ اختیار کر کے آج انتخابات کرا لو اور نتیجہ دیکھ لو۔ پھر ہم کوئی تحریک نہیں چلائیں گے۔ بلکہ انتخابات کے ذریعے شکست دیں گے۔

لیکن جب انتخابات کی آزادی پاکستان میں ختم کر دی گئی ہے تو آپ بتائیں کہ پھر اس حکومت کو یا تو ہمیشہ کے لیے باقی رکھنا ہے یا پھر اس کو ختم کرنے کے لیے عوامی تحریک کی مزورت ہے۔ وہ عوامی تحریک جس نے ایوب خان کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ جس نے یحییٰ خاں کو ہٹایا تھا اور جس عوامی تحریک کے ذریعے بھٹو صاحب کو بھی ہٹایا جائے گا۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ اس ملک میں ایک ایسی تحریک چلائیں جو بھٹو صاحب کی حکومت ختم کرنے پر منتج ہو۔ مسئلہ بالکل واضح ہے اس پر دو رائیں نہیں ہو

باقی ص۱۱ پر

شاہد حسین

نہر سوئز کھلنے سے پاکستان کی معیشت پر خوشگوار اثرات مُرتّب ہوں گے!؟

ان دنوں نہر سوئز کھلنے کا تاریخی واقعہ موضوعِ بحث بنا ہوا ہے۔ مختلف حلقے اپنے اپنے نقطۂ نظر کے مطابق اس کی اہمیت پر رائے زنی کر رہے ہیں، لیکن اس بات سے سبھی متفق ہیں کہ یہ عرب عوام بالخصوص مصری عوام کی ایک اہم کامیابی ہے۔

نہر سوئز نہ صرف مصر بلکہ ساری دنیا کے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ دنیا کی مصروف ترین بحری شاہراہ ہے اور اسے عالمی تجارت کا مرکز قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعہ دنیا کے دو بڑے سمندروں کو ملا کر ایک سو میل کا فاصلہ کم کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس نہر کی بدولت مشرق اور مغرب کو ملانے کے لیے راس امید کے طویل راستے کو طے کرنے کے بجائے اس سے نصف فاصلہ طے کرنا ہوتا ہے۔

نہر سوئز کی اقتصادی اور تجارتی اہمیت کے پیشِ نظر مصر کے انقلابی رہنما صدر ناصر مرحوم نے ۱۹۵۶ء میں اسے قومی ملکیت میں لے لیا تھا جس پر برطانیہ، فرانس اور ان کے گماشتے چراغ پا ہو گئے تھے اور انہوں نے مصر کے خلاف فوجی کارروائی کر دی تھی، لیکن صدر ناصرؔ نے اس مداخلت کا منہ توڑ جواب دیا تھا۔ چونکہ اس وقت پاکستان بھی عرب دشمن قوتوں کے حلقۂ اثر میں آتا تھا، لہٰذا اس وقت کے وزیر اعظم سہروردی نے بجائے عربوں کا ساتھ دینے کے، برطانیہ کا ساتھ دیا تھا، جس کی وجہ سے پاک عرب دوستی شدت سے متاثر ہوئی اور طویل عرصے تک پاکستان کے خلاف عرب رہنماؤں کو غلط فہمیاں رہیں۔

نہر سوئز مصر کے لیے خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کی آمدنی کا ۸۹ فی صدی انحصار اس نہر کا مرہونِ منت ہے۔ اس نہر سے مصر کو چھ سو ملین ڈالر کی سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ ۱۹۶۷ء کو عرب اسرائیل جنگ کے بعد جب نہر سوئز بند ہو گئی تو مصر کی معیشت بری طرح متاثر ہوئی۔ اس طویل عرصے میں اگر سوشلسٹ ملکوں، بالخصوص سوویت یونین کی اقتصادی، فوجی اور اخلاقی امداد مسلسل جاری نہ رہتی تو مصری معیشت تباہی کے دہانے پر پہونچ جاتی۔ اسرائیل کے توسیع پسندانہ کردار کی وجہ سے دیگر عرب ملکوں کے مانند مصر بھی ایک بڑی فوج رکھنے پر مجبور رہے جس سے لازمی طور پر اس کی معیشت متاثر ہوتی ہے۔

۱۹۷۳ء میں عرب اسرائیل جنگ کی ایک وجہ مصر کے اندرونی حالات بھی تھے۔ اس جنگ کے نتیجہ میں ایک طرف تو اسرائیلی فوجی برتری کا ہوّا ختم ہو گیا، دوسرے عربوں پر اخلاقی اثرات بھی مرتب ہوئے۔ یاد رہے کہ روسی ساخت کے سام مزائلوں کی کارکردگی اتنی عمدہ تھی کہ محض پندرہ روز میں اسرائیلی فضائیہ کا دو تہائی حصّہ تباہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ مغربی ملکوں کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا کہ مشرق وسطیٰ میں قوت کے توازن کا غلط اندازہ لگایا گیا تھا۔

۱۹۷۳ء کے بعد اگر ایک طرف فوجی اعتبار سے اسرائیل کی برتری ختم ہو گئی تو دوسری جانب تیل کا ہتھیار استعمال کر کے عربوں نے مغربی اجارہ داریوں پر بھی شدید ضرب لگائی۔ اس جنگ کے بعد دنیا کے تجارتی نقشے میں اہم نوعیت کی تبدیلیاں رونما ہوئیں ہیں۔ اول تو تیل کی زبردست اہمیت سب پر واضح ہو چکی ہے۔ بڑے بڑے سامراجی ممالک جن کے دماغ نہیں ملتے تھے، تیل کے ہتھیار کے آگے بے بس نظر آتے ہیں۔ مشرق وسطیٰ کے ان علاقوں میں دنیا کے ۵۶ فی صدی تیل کے ذخائر موجود ہیں۔ یہ تیل نکالنا آسان بھی زیادہ ہے۔ بعض اوقات تو تیل نکالنے کے پمپ استعمال کرنے کی نوبت نہیں آتی۔ اس تیل کی اہمیت کا اندازہ یوں لگائیے کہ مغربی یورپ اپنی ضروریات کا ۷۰ فی صدی حصہ یہاں سے حاصل کرتا ہے جبکہ جاپان کی ۸۵ فی صدی تیل کی ضروریات یہاں سے پوری ہوتی ہیں۔ مشرق وسطیٰ کے تیل پر امریکہ کا انحصار بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ چنانچہ ۱۹۷۲ء میں امریکہ نے مشرق وسطیٰ سے ۲ کروڑ ٹن تیل درآمد کیا تھا، جبکہ ۷۳ء میں یہ مقدار ۶ کروڑ ٹن ہو چکی تھی۔ مختلف ممالک مشرق وسطیٰ

سے صرف تیل ہی حاصل نہیں کرتے بلکہ دیگر خام اشیاء بھی وافر مقدار میں حاصل کرتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ امریکہ، یورپ، جاپان چین اور ہندوستان اپنی ضروریات کا ۳۵ فی صدی فاسفیٹ مشرق وسطیٰ سے حاصل کرتے ہیں۔ نہر سوئز کھلنے سے نہ صرف تیل بردار جہازوں کی نقل وحرکت میں اضافہ ہوگا بلکہ عام مال برداری میں بھی اضافہ ہوگا۔ اس طرح مصر کی معیشت پر خوش گوار اثرات مرتب ہوں گے۔ نہر سوئز کھلنے سے ”تیسری دنیا“ کے دیگر ملکوں کی معیشت بھی متاثر ہوگی اور مجموعی طور پر اس کے مثبت نتائج نکلیں گے۔

نہر سوئز اور پاکستانی معیشت

آج سے آٹھ دس برس پیشتر، یعنی ۱۹۶۳، ۶۴ء تک مصر سے پاکستان کی تجارت بہت قلیل تھی، لیکن ۱۹۷۰، ۷۱ء میں اس تجارت میں پانچ گنا اضافہ ہوا۔ ۱۹۷۱ء کے بعد دونوں ملکوں کے تجارتی روابط استوار ہونے لگے اور پاکستان کی برامدات بڑھنے لگیں۔ ۱۹۷۳، ۷۴ء میں پاکستان کی جانب سے دس لاکھ چوبیس ہزار ڈالر کا مال برآمد کیا گیا۔ اس بات کے قوی امکانات ہیں کہ نہر سوئز کھلنے کے بعد پاکستان اور مصر کے تجارتی تعلقات میں مزید اضافہ ہوگا۔

گذشتہ کئی برسوں سے پاکستان اور عرب ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ آپس میں تجارتی لین دین کے علاوہ سیاسی مسائل پر بھی یکساں مؤقف اپنائے جا رہے ہیں۔ اسلامی سربراہ کانفرنس کے بعد خلیج فارس کی ریاستوں سے بھی پاکستان کے تعلقات مستحکم ہوئے ہیں۔ بہت سی ریاستیں پاکستان میں مشترکہ صنعتیں لگا رہی ہیں جن کی وجہ سے پاکستان کی صنعتی ترقی کی رفتار تیز ہوگی اور بیروزگاری وغیرہ کے مسئلے کو حل کرنے میں بھی مدد ملے گی۔

نہر سوئز اور بین الاقوامی تعلقات

نہر سوئز کا کھلنا بلاشبہ عوام کی ایک بڑی کامیابی ہے، لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں ہے کہ مشرق وسطےٰ کا مسئلہ سہل ہو گیا ہے۔ درحقیقت مشرق وسطیٰ آج بھی سب سے حساس علاقہ ہے۔ ایک طرف صدر فورڈ کی دھمکیاں ہیں کہ مشرق وسطیٰ میں طاقت کے استعمال سے گریز نہیں کیا جائے گا، دوسری جانب اسرائیل کی ہٹ دھرمی ہے جو بدستور موجود ہے۔ تیسرے بائیں بازو کے انتہا پسندوں کی حکمت عملی ہے، جو جنیوا کانفرنس کے دوبارہ انعقاد میں مسلسل رکاوٹ بنی ہوئی ہے اور جس کی وجہ سے بالواسطہ طور پر عربوں کی مخالف قوتوں کو فائدہ پہونچ رہا ہے۔

یہ درست ہے کہ نہر سوئز کھلنے سے جنیوا کانفرنس کے لیے حالات زیادہ سازگار ہو گئے ہیں، لیکن ہمیں اس پہلو کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ عرب دشمن قوتیں مسلسل یہ کوشش کر رہی ہیں کہ عرب ملکوں، بالخصوص ترقی پسند عرب ریاستوں کو ان کے دوستوں سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے تاکہ مجموعی طور پر عربوں کی قوت کم ہو جائے اور سمجھوتہ کرنے میں مغربی طاقتوں اور اسرائیل کا پلّہ بھاری رہے۔

بدقسمتی سے بائیں بازو کی انتہا پسند قوتیں عربوں کی مجموعی قوت کو کمزور کرنے کا باعث بن رہی ہیں۔ ان کی ساری حکمت عملی عرب ریاستوں کو سوشلسٹ ملکوں، بالخصوص سویت یونین سے کاٹنے تک محدود ہے۔ ان قوتوں کی یہ بھی کوشش ہے کہ ”تیسری دنیا“ کے دیگر ملکوں سے بھی عربوں کو دُور رکھا جائے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس حکمت عملی سے عربوں کو نقصان پہونچے گا۔

اب جب کہ نہر سوئز کھل گئی ہے اور مصر اور شام کے بہت سے علاقوں سے اسرائیلی افواج کا انخلاء عمل میں آگیا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ عربوں، سوشلسٹ ملکوں اور ترقی پذیر ملکوں کے اتحاد کو مزید مستحکم کیا جائے۔ مشترکہ کوششوں ہی کے ذریعہ اسرائیلی توسیع پسندوں کا سدباب کیا جا سکتا ہے۔

بقیہ: قائد جمعیۃ کا خطاب

سکتیں۔ ہم موجودہ صورتِ حال زیادہ دیر تک برداشت نہیں کریں گے۔

میرے محترم دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ محاذ اس مقام پر پہنچ چکا ہے کہ وہ ضرور کوئی تحریک چلائے گا۔ آپ حضرات اس کے لیے تیار رہیں۔ ہم طریق کار متعین کر کے آپ کو بہت جلد آگاہ کر دیں گے۔ آپ یہاں سے یہ پیغام اپنے اپنے حلقوں میں پہنچا دیں۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

سہیل سائیکل ورکس
چوک بازار منچن آباد
کو
پرزہ جات خریدنے اور سائیکلوں کی مرمت کرانے کے لیے یاد رکھیں۔ جماعتی دوستوں کو خاص رعایت۔

عین ح - راولپنڈی

پاکستان کی خارجہ پالیسی

قائم مقام قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود سے ایک ملاقات

یہ پاکستان کی انتہائی بدقسمتی تھی کہ اسے پہلا وزیرِ خارجہ ہی "غیر مسلم" (یعنی ظفر اللہ خاں قادیانی) ملا۔ جس نے "نومولود" پاکستان کے گرد اپنے "باپ دادا" (یعنی انگریزوں) کی استعماری، غلامی کی زنجیروں کو کسنا شروع کر دیا۔ اس کی کوشش رہی کہ پاکستان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے امریکی و برطانوی سامراج کی دہلیز پر جبین بوسی کو اپنا شعار بنائے رکھے۔ اور ایک سوالی کی طرح "در بدر" کی ٹھوکریں کھاتا رہے۔ اس نے اپنے "دورِ حکومت" میں لیاقت علی خاں، وزیرِ اعظم پاکستان کو امریکہ کا "سرکاری دورہ" کرتے دیکھا اور "موجودہ محققین کے ایک گروہ" کے مطابق وزیرِ اعظم موصوف کو روس کے سرکاری دورے کا دعوت نامہ اپنی ہی جیب میں رکھنے پر مجبور کرنے والی شخصیت، یہی سر ظفر اللہ خاں تھے۔ اسی طرح پاکستان کے ہمسایہ مسلمان ملک افغانستان اور پاکستان کے درمیان منافرت اور "دشمنی" کی وسیع خلیج حائل کرنے والے بھی یہی "صاحب" تھے۔ اسی لیے انہوں نے چھ سال تک وزارتِ خارجہ کا قلمدان اپنے پاس رکھنے کے باوجود افغانستان کا دورہ کرنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ (بنابریں ہمارے موجودہ وزیرِ اعظم ذولفقار علی بھٹو نے سب سے پہلے افغانستان کا دورہ ہی کیا تھا۔) غرض پاکستان کو "استعماری کیمپ" سے وابستہ کرنے اور پاکستان کو "صراطِ مستقیم" سے ہٹا کر خطِ منحنی پر ڈالنے کے سلسلہ میں "آپ" کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ پاکستان کو ابتداء میں ہی کسی "سپر پاور" سے وابستہ ہونے کی بجائے اپنی خارجہ پالیسی، انصاف، امن، انسانیت کی سربلندی، غلامی کی چکی میں پسنے والی اقوام کی غیر مشروط امداد، ملی تقاضوں اور قومی مفادات کی بنیاد پر مرتب کرنی چاہیے تھی۔

پچھلے دنوں متحدہ جمہوری محاذ کے قائد اور جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما، مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا تو سوچا کیوں نہ مفتی صاحب سے پاکستان کی خارجہ پالیسی جیسے اہم مسئلے پر بات کر لی جائے۔ چنانچہ مفتی صاحب کے "ارشادات کا مجموعہ" ہمارے قلم کی معرفت نذرِ قارئین ہے۔

مفتی صاحب نے فرمایا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی آزاد ہونی چاہیے۔ اسے پاکستانی عوام کی بدقسمتی کہیے کہ آج تک پاکستان کی کوئی بھی حکومت امریکہ کی مرضی کے بغیر نہ بنی اور نہ ختم ہوئی۔ باوجود اس کے کہ پاکستان کے "حکمران"، امریکی سامراج کے آگے "سرِ تسلیم خم" کئے ہوئے، بلاچون و چرا، اس کے "احکامات" پر عمل ہی کرتے رہے۔ پھر بھی سامراج، اپنی ظالمانہ، سامراجیانہ ذہنیت کا مظاہرہ کئے بغیر نہ رہا اور پاکستان کو دو دفعہ بھارت کے ذریعے ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء میں "آزمانے" کی کوشش کی۔ جنہوں نے (یعنی دونوں جنگوں نے) ہمیں کھوکھلا کر کے رکھ دیا۔ "نوآبادیاتی ظلمتوں" کے "سربرآوردہ" اپنی "روحانی اولاد" کے ذریعے ہمیں "آزادی" دینے کے بعد بھی ہم پر "مسلط" رہے۔ یہی وجہ ہے کہ "آزادی" کے بعد بھی "ہم آزاد" کہلانے کے مستحق نہیں۔ اسی لیے بقول مفتی محمود احمد صاحب: "ہمیں اپنی خارجہ پالیسی اس حد تک آزاد رکھنی چاہیے کہ وہ ہمارے ملک کی فلاح و بہبود اور خوشحالی میں معاون ثابت ہو سکے اور ہم ترقی کی حقیقی منزلیں طے کر سکیں۔"

مزید برآں جس طرح پاکستان نے "کامن ویلتھ" اور سیٹو کو خیر باد کہہ کر جرأت و دلیری کا ثبوت دیا۔ اور "بڑے" ہمارا کچھ بھی نہ "بگاڑ" سکے۔ بعینہ ہمیں بقیہ فوجی معاہدوں سے بھی فی الفور الگ ہو کر زندہ قوموں کی روایات کو "زندہ" کرنا چاہیے۔ ہمیں کسی کے سہارے جینے کی بجائے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے۔ کیونکہ جن پر ہم "تکیہ" کئے بیٹھے ہیں جب وہی پتے ہوا دینے لگیں تو ایسے میں اس احمقانہ خیال کو دل سے نکال دینا چاہیے کہ مشکل وقت پڑنے پر ہمارے معاہدوں کے ساتھی ہمارے شانہ بشانہ "کلمۂ طیبہ" کا ورد

کرتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑیں گے۔ ہم نے سیٹو اور سینٹو میں شامل رہنے کے باوجود کیا حاصل کیا؟ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کے معرکوں میں، جب پاکستانی افواج اپنی زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے تھے۔ جب ہمارے وطن کے کھیتوں کو آگ لگائی جا رہی تھی۔ جب ہماری "سوہنی دھرتی" کے گلزار "ہوس ملک گیری" کی "آگ کے شعلوں" کی لپیٹ میں تھے۔ جب ہماری مقدس سرزمین کا بچہ بچہ، پیر و جوان اور مرد و زن، سر دھڑ کی بازی لگا کر اپنی بقا اور سالمیت کی جنگ میں مصروف تھے۔ تو اس وقت ہمارے "اتحادیوں" نے ہمارا "دانہ پانی" بند کر کے، ہماری "مدد" کرنے کا فیصلہ کیا۔ حالانکہ ہم نے اس بڑی طاقت پر بھروسہ کرنے کی غلطی کی تھی۔ جو کبھی بھی اپنے حامیوں کے کام نہ آیا۔ اور اسی نے بعد میں اپنے ایک "سرگرم حلیف"، ترکی کی اس وقت امداد بند کرنے کا اعلان کیا جب ترکی قبرص کے میدانِ کارزار میں یونانی مظالم کا حساب چکانے میں مصروف تھا۔ اور اسی سپر پاور نے مشرقِ وسطیٰ میں اپنے (گزشتہ) "کاسہ لیس" سعودی عرب اور خلیج کی ریاستوں کے سربراہوں کو، جب انھوں نے تیل کا خطرناک ہتھیار استعمال کیا تو انھیں تیل کے کنوؤں اور چشموں پر قبضہ کرنے کی دھمکی دی۔ اپنے "غار کے یاروں" سے "وعدہ ایفاء" نہ کرنے والے پر ہمارے "محبِ وطن" حکمرانوں نے بھروسہ کرنے میں جتنی "عقلمندی" کا ثبوت دیا۔ وہ بالآخر امریکی اسلحہ اور "دوسری امداد" کی ترسیل پر پابندی اور "انٹر پرائز" کی "پیش قدمی" کی صورت میں ہمارے سامنے آیا۔ الغرض ہمیں امریکہ اور "یورپی برادری" کے ساتھ "منسلکہ" معاہدوں سے الگ ہو جانا چاہیے۔ کہیں خدانخواستہ ہمیں "تیسری آمدہ جنگ" کے موقع پر "انٹرپرائز" کی متوقع آمد مہنگی پڑے۔

چین سے ہمارے تعلقات دوستانہ ہونے چاہئیں۔ اس سے ہماری "دوستی"، اس کے "آلہ کار" کی حیثیت سے نہیں بلکہ پر امن بقائے باہمی کے اصولوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے، دوستی کو پروان چڑھانا چاہیے۔ مثلاً ۱۹۶۹ء میں مسٹر ہنری کیسنجر کا دورہ چین؛ جو انہوں نے "براستہ پاکستان" "کامیابی" کے "جھنڈے گاڑتے" ہوئے کیا۔ جس کے نتیجے میں نکسن چین گئے اور امریکہ و چین کے تعلقات "معمول" پر آ گئے۔

بنا بریں روس سے بھی ہمارے تعلقات دوستانہ ہونے چاہئیں اور "وہاں" بھی ہمیں زیادہ "جھکنے" کی ضرورت "محسوس" نہ کرنی چاہیے۔ اور "وہاں" جا کر لینن اور استالن کو "سلام" کر کے اپنی "حیثیت" بھی کم نہیں کرنی چاہیے۔ لہٰذا پاکستان کو "بڑی طاقتوں" کے "بڑے مسائل" سے کوئی غرض نہ رکھنی چاہیے اور "ہر جگہ" کھلی کچہری لگانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

ہندوستان کے ساتھ، متنازعہ مسائل کو مذاکرات کے ذریعے طے کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ طاقت کے استعمال سے کوئی مسئلہ "سدھرنے" کی بجائے الجھتا ہی چلا جاتا ہے۔ ہمیں ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے سوچنا چاہیے کہ ہم نے گزشتہ دو جنگوں میں کیا کھویا؟ کیا پایا؟ الٹا بنگلہ دیش کے مسلمانوں کو اپنا مخالف بنایا۔ بھارت کے مسلمانوں کی پاکستان کے مسلمانوں سے نفرت بڑھی۔ ہمیں بنگلہ دیش اور ہندوستان کے مسلمانوں کو "ایک پلیٹ فارم" پر جمع کرنے کے لیے مؤثر قدم اٹھانا پڑے گا اور وہ مؤثر قدم طاقت کا استعمال بلکہ "مذاکرات کی میز" ہے۔ جہاں پر بیٹھ کر ہم اپنے مسلمان بھائیوں تک "پہنچنے" کا "راستہ" تلاش کر سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں ہمارے مسلمان ممالک کے مسلمان بھائی ہمارے دکھ درد کے ساتھی مسلمان بھائی، مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک پھیلے ہوئے ستّر کروڑ مسلمان بھائی، جنہیں متحد کرنے کے لیے جمال الدین افغانی، عبیداللہ سندھی اور اقبال لاہوری نے اپنے تمام جوہر صرف کر دیئے۔ ان کے ساتھ ہمارے تعلقات بحیثیت مسلمان اچھے ہونے ہی چاہئیں۔ ہمیں آپس میں سیاسی، سماجی، معاشرتی، اقتصادی اور باہمی تعاون زیادہ سے زیادہ بڑھانا چاہیے۔ ہمیں اسرائیل سے برسرِپیکار ملکوں کے مؤقف کی بھرپور حمائت کرنی چاہیے اور امریکی سامراج کے پالتو اسرائیل کو عرب مقبوضہ علاقے خالی کرنے پر مجبور کیا جانا چاہیے۔ فلسطینی ریاست کے قیام میں فلسطینی تحریکِ آزادی کی بھرپور امداد کی جانی چاہیے۔ اور عرب ملکوں سے دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون کیا جانا چاہیے۔ تاکہ افغانی، سندھی اور لاہوری کے خوابوں کی تعبیر ہو سکے۔

علاوہ ازیں ہمیں عرب بھائیوں کے واضح دشمن، "ہٹ دھرم" اسرائیل کی کھلے لفظوں میں مذمت کرنی چاہیے۔ گزشتہ سال ہمارے ملک کی ایک بہت بڑی اہم شخصیت کی طرف سے ایران، ترکی اور سعودی عرب کے دورے سے واپسی پر، اسرائیل کو امریکی اسلحہ کی سپلائی کی مذمت نہ کرنا، عوام کے جذبات کی ترجمانی نہیں بلکہ "استعمار" کی حمایت کے مترادف ہے۔

ہمیں زبانی جمع خرچ کرنے کی بجائے، انڈونیشیا کے احمد سوئیکارنو جیسی خارجہ پالیسی مرتب کرنی پڑے گی۔ جو انسانیت کی آزادی

قائد جمعیۃ کا پیغام

شرکاء قومی کنونشن کے نام

محترم مندوبین کل پاکستان قومی کنونشن متحدہ جمہوری محاذ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آج آپ حضرات جن حالات میں جمع ہو رہے ہیں ان کی سنگینی اور نزاکت کسی محبِ وطن سے مخفی نہیں ہے۔ وطنِ عزیز پاکستان جس کے قیام کو ابھی ۲۸ برس گزرے ہیں نااہل اور خود غرض قیادت کے ہاتھوں سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی انارکی کا شکار ہو چکا ہے۔ اور سیاسی شعور سے بہرہ ور ہر پاکستانی شہری ملک کے مستقبل کے بارے میں پریشان اور متجسّس ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ جب پاکستان کے قیام کی تحریک چلی تھی تو برّصغیر کی حرماں نصیب مسلمان قوم سے پاکستان کا مطلب کیا "لا الہ الا اللہ" اور پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور یہی وعدہ تحریکِ پاکستان کی کامیابی اور اس کے ساتھ ملتِ اسلامیہ کی دلچسپی اور عقیدت کا باعث بنا تھا۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد اس کے ناخداؤں نے اسلام کے نظامِ عدل و انصاف کی طرف قدم بڑھانے کی بجائے فرنگی سامراج کے نافذ کردہ سیاسی، قانونی، سماجی، تعلیمی اور اقتصادی نظام کو ہی سینے سے لگائے رکھا اور یہ ملعون نظام آج بھی جونک کی طرح ملتِ اسلامیہ کا خون چوس رہا ہے۔ اسلام کے نظامِ عدل و انصاف سے انحراف ہی کا ثمرۂ خبیثہ تھا کہ پاکستان میں بسنے والے مختلف خطوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے شہریوں کے درمیان کوئی وجہ اتحاد قائم نہ رہی اور علاقائی فتنوں نے سر اٹھانا شروع کیا۔ اسی کے نتیجہ میں بنگلہ نیشنلزم کی تحریک نے جنم لیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے مملکتِ خداداد کو دو ٹکڑوں میں بانٹ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم حضرات! سقوطِ ڈھاکہ جیسے المناک و اندوہناک حادثہ کے بعد بھی اس قوم کی حرماں نصیبی میں کچھ کمی نہ آئی۔ بچے کھچے پاکستان کی قیادت اس ٹولہ کے ہاتھ میں آ گئی جس کی طفلانہ سیاست نے تقسیمِ پاکستان کے شرمناک منصوبہ کی آبیاری کی تھی۔ نتیجۃً ملک کے قاتل نقاب پوش ہو گئے تحقیقات کے نتائج سرد خانے کی نظر کر دیئے گئے۔ اور یحییٰ خاں کے سازشی ساتھی نئے میک اپ میں قوم کی قسمت سے کھیلنے لگے۔

نئے پاکستان کے بانی بھٹو صاحب نے اقتدار میں آنے سے قبل قوم سے روٹی، کپڑا اور مکان کا وعدہ کیا تھا لیکن ان کے دورِ اقتدار میں قوم کو روٹی کی جگہ گولی، کپڑے کی بجائے کفن اور مکان کے بدلے قبر ملی۔ اور بھٹو صاحب نے اب تک اپنے مختصر دورِ حکومت میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ان کی طویل فہرست دیکھ کر شاید ہٹلر، مسولینی اور مکاولی کی روحیں بھی احساسِ کمتری کا شکار ہو گئی ہوں۔

بھٹو صاحب نے :——

عوامی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے عوام کے منتخب نمائندوں کو مارشل لاء کے حق میں رائے دینے پر مجبور کر کے سیاسی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔

اسمبلیوں کے ضمنی انتخابات میں دھاندلیوں کے نت نئے طریقے ایجاد کیئے۔

صوبہ سرحد و بلوچستان میں عوام کی منتخب جماعتوں جمعیۃ علماء اسلام اور نیشنل عوامی پارٹی کو حکومتیں سونپنے میں ٹال مٹول سے کام لیا اور جب حکومتیں سپرد کیئے بغیر کوئی چارہ نہ رہا تو ناجائز مداخلت کر کے ان کے کام میں رکاوٹیں پیدا کیں۔

بلوچستان کی اکثریتی و آئینی حکومت کو بلا وجہ برطرف کر کے عوام کے منتخب نمائندوں کو جیلوں میں ٹھونس دیا۔

سیاسی تشدد اور قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ مولانا شمس الدین شہیدؒ، خواجہ رفیق، ڈاکٹر نذیر احمدؒ، عبد الصمد اچکزئی، نواب محمد احمد خاں، جاوید نذیر اور دیگر بے گناہوں کو سیاسی اختلاف کی بنا پر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

لسانی مسئلہ اور کارخانوں کی ہڑتال

کے سوال پر سینکڑوں بے گناہوں کو گولی کا نشانہ بنایا۔

لیاقت باغ راولپنڈی میں متحدہ جمہوری محاذ کے جلسہ عام کے موقع پر کئی گھنٹے تک اندھا دھند فائرنگ کر کے بے گناہوں کا خون بہایا۔

بلوچستان کے عوام کو P.P.P کو منتخب نہ کرنے کے جرم کی سزا دینے کے لیے ان پر وحشیانہ فوج کشی کی، ان مظلوم عوام پر بمباری کی گئی، ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے اور سرحد و بلوچستان کے ہزاروں نوجوانوں کو ان شرمناک مظالم کے نتیجہ میں فرار ہو جانے پر مجبور کیا گیا۔

چینی، گندم، چاول، گھی، تیل اور دیگر اشیائے صرف کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ کر کے غریب عوام کے لیے جینا دوبھر کر دیا۔

دفعہ ۱۴۴، ڈی۔ پی۔ آر اور دیگر امتناعی قوانین کا اندھا دھند استعمال کر کے ملک بھر میں ہر قسم کی سیاسی سرگرمیوں کو معطل کر کے رکھ دیا۔

ریڈیو، ٹی۔ وی اور اخبارات کو فردِ واحد کی قصیدہ گوئی اور محبّ وطن سیاستدانوں کی کردار کشی کی مذموم مہم پر لگا دیا۔

وزیرِ اعظم کے دوروں، جلسوں اور جلوسوں پر قوم کا قیمتی سرمایہ بے تحاشہ خرچ کر کے قومی دولت کو برباد کیا گیا۔

آزاد کشمیر میں عوام کے منتخب صدر سردار عبدالقیوم خاں کے خلاف سازشیں کر کے انہیں اقتدار سے الگ کیا۔ پھر سردار صاحب اور ان کی جماعت مسلم کانفرنس کے راستے میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کر کے ان کے لیے انتخابات میں حصّہ لینا محال کر دیا اور اس طرح وہ آزاد کشمیر میں بھی اپنی مرضی کی کٹھ پتلی حکومت کو انتخابات کے نام سے "سلیکٹ" کرنے میں کامیاب ہوئے۔

اسمبلیوں اور سینٹ میں حزبِ اختلاف کو اظہارِ رائے کے حق سے محروم کرنے کے لیے طرح طرح کے حربے اختیار کئے اور اپوزیشن کے ساتھ طے کئے ہوئے ۱۶ فروری کے معاہدہ سے جس کی منظوری قومی اسمبلی اور سینٹ نے دی تھی سرِعام منحرف ہو گئے۔

سینٹ اور اسمبلیوں میں اپوزیشن کو بائیکاٹ پر مجبور کر کے عملاً یک جماعتی نظام ملک پر مسلط کرنے کی ابتداء کر دی۔

سیاسی قیدیوں، طلبہ، کارکنوں اور راہنماؤں کے ساتھ جیل میں انسانیت سوز سلوک کی نیو رکھی۔

سندھ میں سندھو دیش کی تحریک سے چشم پوشی بلکہ سرپرستی کر کے وطنِ عزیز کی سالمیت کے لیے ہر شہری کے ذہن میں خدشات پیدا کیے۔

ارکان اسمبلی کو گرفتار نہ کرنے کے وعدہ کے باوجود متعدد ارکانِ اسمبلی و پارلیمنٹ کو بشمول قائد حزبِ اختلاف قومی اسمبلی خان عبدالولی خاں اور قائد حزبِ اختلاف سرحد اسمبلی ارباب سکندر خاں کو گرفتار کر لیا۔

حکمران پارٹی کی تحریک پر قومی اسمبلی اور سینٹ میں متفقہ طور پر منظور ہونے والے آئین کی خود ہی دھجیاں بکھیریں اور کھلم کھلا آئین و قانون کا مذاق اڑایا۔

مختصر یہ کہ بھٹو صاحب نے ہر وہ کام کیا جس کے نتیجہ میں ان کے اقتدار کو دوام مل سکے۔ اپوزیشن کا وجود ختم ہو سکے اور عوام میں ان کے اقدامات کے خلاف تڑپنے اور سسکنے کی ہمت بھی باقی نہ رہے۔

ان حالات میں آپ ملک و قوم کے مستقبل کے بارے میں سوچ بچار کے لیے جمع ہوئے ہیں اور آج آپ کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ قوم کو ملک کے مستقبل اور وطنِ عزیز کی سالمیت کے بارے میں تشکوک و شبہات کی فضا سے نکالا جائے اور اسے یہ یقین دلایا جائے کہ اس کے تمام تر مسائل کا حل صرف یہ ہے کہ سیاست، معیشت، معاشرت، تعلیم، قانون اور زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کے نظامِ عدل و انصاف کو مکمل طور پر نافذ کیا جائے۔

لیکن اس عظیم مقصد کے لیے عظیم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ قومی سیاست و معیشت کو تباہ کرنے اور ملکی سالمیت کو مجروح کرنے کے درپے ظالم ہاتھ کو توڑنے کے لیے ایثار و قربانی اور جذبۂ عمل وجدوجہد درکار ہے۔ اور مسلسل و ہمہ گیر جدّوجہد کے بغیر آپ اس قوم کے دکھوں کا مداوا نہیں کر سکتے۔ اس لیے کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام آپ سے گزارش کرتی ہے کہ اشتراک عمل کے اس پلیٹ فارم کو زیادہ سے زیادہ مستحکم بنائیں اور متحدہ جمہوری محاذ کی دعوت اور پروگرام کو گھر گھر پہنچانے کے لیے کسی محنت اور قربانی سے دریغ نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمارا سب کا حامی و ناصر ہو۔

فقط: مفتی محمود۔ ایم۔ این۔ اے
ناظمِ عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام
قائم مقام قائد حزب اختلاف پاکستان قومی اسمبلی

بقیہ — خارجہ پالیسی

کے لیے ایک "مشعل" کی حیثیت رکھتی تھی۔ جس میں کسی قسم کا خوف اور ڈر نہ تھا۔ ہمیں مصر کے جمال ناصر کی طرح جرأت و دلیری سے کام لینا پڑے گا۔ جس نے ۱۹۵۴ء میں برطانوی فوجوں کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دیا اور ۱۹۵۶ء میں (در پردہ) پورے یورپ سے ٹکر لے کر حق و انصاف کیلئے لڑنے والوں کا سر فخر سے بلند کر دیا۔

پھر!

ہماری طرف کسی "سپر پاور" کو بھی دیکھنے کی جرأت نہ ہو گی! حوصلہ نہ ہو گا!! اور ہم "چین" کی زندگی بسر کر سکیں گے!!!

مشرق و مغرب کی سیاست

مرسلہ: ڈاکٹر احمد حسین کمال

نہر سویز کھل گئی۔ بند ہونے کے خطرات موجود ہیں

قدم بہ قدم یا جزوی تصفیے سے علاقے میں جنگ نہ امن کی صورت حال برقرار رہے گی

پچھلے ہفتے مشرقِ وسطیٰ میں عالمی اہمیت کا ایک واقعہ ہوا۔ جس نے ساری دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ دنیا کے ہر ملک کے اخبارات اور نشریاتی اداروں نے اس واقعے پر تبصرہ کیا اور یہ واقعہ تھا آٹھ سال کے تعطّل کے بعد نہر سویز کا دوبارہ کھلنا۔

نہر سویز کو نہ صرف مصری معیشت میں بلکہ عالمی تاریخ میں بھی ایک اہم مقام حاصل۔ گزشتہ چار ہزار سال سے یہ نہر مختلف اوقات میں اپنی اہمیت منوا چکی ہے۔ اور موجودہ دنیا میں اس کی اہمیّت مزید بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ یوروپ اور افریقہ و ایشیا کے درمیان بحری نقل و حمل کے لیے یہ نہر بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک قریبی راستہ ہے۔ گزشتہ آٹھ سالوں میں اس بحری گزرگاہ کی افادیّت پوری دنیا پر واضح ہو چکی ہے۔ جون ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے نتیجے میں اس نہر کے ناقابلِ استعمال ہونے کی وجہ سے یوروپ اور ایشیا کے درمیان چلنے والے بحری جہازوں کو ایک طویل مسافت طے کرنی پڑتی تھی۔ جس کی وجہ سے جہازوں کے کرایوں میں اضافہ ہو گیا اور اس طرح تمام ملکوں کی درآمدات و برآمدات دونوں کی قیمتیں بڑھ گئیں۔ اب نہر سویز کھلنے سے یہ توقع پیدا ہو گئی ہے جہاز راں کمپنیاں سویز چارج ختم کر دیں گی۔ جس سے ترقی پذیر ملکوں کی اقتصادیات پہ موافق اثرات مرتب ہونگے۔

جہاں تک مصر کا تعلّق ہے نہر سویز مصر کی قومی آمدنی کا ایک اہم اور بڑا ذریعہ ہے۔ اور نہر سویز کے بند ہونے سے وہ اپنے اس اہم ذریعہ آمدنی سے محروم ہو گیا تھا اب اس نہر کی بحالی سے مصر کو سالانہ ساٹھ کروڑ ڈالر کی آمدنی ہو جائے گی۔

نہر سویز پر مصر کا قومی حق ۱۹۵۶ء میں صدر ناصر کے زمانہ میں بحال ہو گیا جب صدر ناصر نے نہر سویز کو مصر کی قومی ملکیت قرار دے دیا تو برطانیہ، فرانس اور اسرائیل نے امریکہ کی مدد سے اسرائیل پر حملہ کر دیا تاکہ وہ اسے نہر سویز سے دستبردار ہونے پر مجبور کر سکیں۔ مگر ان کی یہ حسرت پوری نہ ہو سکی اور روس کی مدد سے مصر نے حملہ آوروں کے ارادوں کو ناکام بنا دیا۔ لیکن ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں یہ نہر ناقابلِ استعمال ہو گئی اور اس طرح مصر اپنی قومی آمدنی کے ایک اہم ذریعہ سے محروم ہو گیا۔

صدر سادات نے گزشتہ ہفتے نہر سویز کے دوبارہ کھلنے کے موقع پر کہا کہ مصر کا یہ اقدام پوری دنیا کے لیے ایک تحفہ ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا مصر کے اس تحفے سے کب تک استفادہ کرتی رہے گی کیونکہ مشرقِ وسطیٰ کی صورتِ حال آج بھی جوں کی توں دھماکہ خیز ہے اور کسی بھی وقت عربوں اور اسرائیل کے درمیان جنگ چھڑنے اور اس کے نتیجے میں اس نہر کے بند ہونے کے تمام خطرات موجود ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی بیمہ کمپنیوں نے نہر سویز سے گزرنے والے جہازوں کی بیمہ کی شرح بڑھا دی ہے۔

اس خطرے کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مشرقِ وسطیٰ کے تنازعہ کا حتمی اور کلی تصفیہ کیا جائے۔ جہاں تک اس تنازعہ کا تعلق ہے اس سلسلہ میں یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ مسئلہ صرف ۱۹۶۷ء میں اسرائیل کے ہتھیائے ہوئے عرب علاقوں کی واگزاری کا نہیں ہے بلکہ فلسطین کے عرب عوام کے حق خود ارادیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس خطّے میں آزاد، خود مختار اور جمہوری فلسطینی ریاست کا قیام اور عربوں کے قدرتی وسائل اور تیل کے ذخیروں پر ان کے قومی اور تصرف کے حق کو تسلیم کرنے کا بھی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو نظر میں رکھا جائے اور گفت و شنید کے ذریعہ اس مسئلے کا حتمی اور کلی تصفیہ کیا جائے۔

جب ہم مشرقِ وسطیٰ کے تنازعے کے تصفیہ کے بارے میں بات کرتے ہیں تو لامحالہ ہمیں عربوں اور اسرائیل کے مؤقف کے ساتھ ساتھ امریکہ اور روس کے مؤقف کا بھی جائزہ لینا پڑتا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ بڑی طاقتیں مشرقِ وسطیٰ میں "جنگ نہ امن" کی صورتِ حال برقرار رکھنا چاہتی ہیں۔ اس الزام کو عربوں اور روس کے مؤقف کا اسرائیل اور امریکہ کے مؤقف سے

موازنہ کر کے ہی پرکھا جا سکتا ہے۔

عربوں کا مؤقف یہ ہے کہ مسئلہ کا تصفیہ قدم بہ قدم یا جزوی طور پر نہیں بلکہ کلی طور پر ایک ہی وقت میں کیا جانا چاہیے، عربوں کے اس مؤقف کو روس کی حمایت حاصل ہے، جبکہ امریکہ اور اسرائیل مسئلے کو رفتہ رفتہ اور جزوی طور پر طے کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ عربوں اور روس کا موقف یقیناً امن کے حق میں ہے۔ کیونکہ قدم بہ قدم یا جزوی تصفیہ سے اس خطے میں کشیدگی اور تصادم کے خطرات ختم نہیں ہوں گے۔ بلکہ اس طرح ہمیشہ "جنگ نہ امن" کی غیر یقینی صورتِ حال برقرار رہے گی۔ جو ظاہر ہے نہ عربوں کے حق میں ہے اور نہ عالمی برادری کے حق میں کیونکہ جزوی تصفیہ سے جنگ اور کشیدگی کی فضا کو ختم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور "جنگ نہ امن" کی صورتِ حال برقرار رہے گی۔ جبکہ عربوں اور روس کے مؤقف کے مطابق جینوا کانفرنس بلا کر اس میں مسئلے کے کلی تصفیے کی صورت میں "جنگ نہ امن" کی فضا ختم ہو جائے گی اور نہر سویز کے دوبارہ بند ہونے کے خدشات بھی ختم ہو جائیں گے۔

اس لیے علاقائی اور عالمی امن اور تمام اقوام کا مفاد اس میں ہے کہ عربوں کے مؤقف کو تسلیم کرتے ہوئے جینوا کانفرنس جتنی جلد ممکن ہو بلائی جائے اور اسرائیل مقبوضہ عرب علاقوں کی آزادی، فلسطینی ریاست کا قیام اور عربوں کے قدرتی وسائل پر ان کے قومی حقوق بحال کرنے کے مسائل کو ٹھوس بنیادوں پر حل کر دیا جائے۔

مگر قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ اور اسرائیل مشرقِ وسطیٰ سے غیر یقینی اور غیر محفوظ صورتِ حال کے خاتمے کے حق میں نہیں ہیں اسی لیے ایک طرف تو امریکہ اسرائیل کو دھڑا دھڑ مسلح کر رہا ہے اور دوسری مشرقِ وسطیٰ کے عرب ملکوں کو بلیک میل کرنے اور ان کے خلاف طاقت استعمال کرنے کے لیے بحرِ ہند، خلیج فارس، بحیرہ روم میں اڈے قائم کر کے عربوں کو اسرائیلی شرائط پر معاہدۂ امن پر دستخط کرانے پر بضد معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بات نہ صرف مشرق کے امن کے حق میں نہیں ہے بلکہ عالمی امن کے حق میں بھی نہیں ہے۔ اس بات کو دنیا بھر کی امن پسند، جمہوریت پسند اور محبِ وطن قوتیں شدت کے ساتھ محسوس کر رہی ہیں۔ اسی لیے بیشتر ترقی پذیر ملکوں نے مشرقِ وسطیٰ کے تنازعہ کے پرامن تصفیے کے لیے جینوا کانفرنس کے انعقاد کے عرب، سوویت مؤقف کی حمایت کی ہے۔

اسرائیل پرامن سمجھوتہ کرنیکے موڈ میں نہیں ہے

بیرونی خبر رساں ایجنسیوں نے تل ابیب سے اطلاع دی ہے کہ اسرائیل حکومت نے مقبوضہ عرب علاقوں کی ترقی کے ایک نئے طویل المیعاد منصوبے کی منظوری دے دی ہے۔ اخبارات نے لکھا ہے کہ منصوبہ یہ ہے کہ آئندہ چند سالوں میں ہزاروں اسرائیلی باشندوں کو ان علاقوں میں آباد کر دیا جائے گا۔

یہ منصوبہ اسرائیل کی قومی منصوبہ بندی کی کونسل نے مرتب کیا ہے۔ یہ بات سرکاری طور پر کہی گئی ہے کہ مستقبل میں آبادکاری کے دوران اسرائیلی شہریوں کو "گرین لائن" کے اس پار یعنی موجود مقبوضہ خطوں میں اسرائیلی راہنما ایک بار پھر علی الاعلان اور بغیر کسی تکلیف کے عرب پڑوسیوں کے سلسلے میں من مانی پالیسی پر عمل کرنے کے لیے عزائم کا اظہار کر رہے ہیں۔

یہ بات تو دنیا جانتی ہے کہ اسرائیل عرب علاقوں اپنے آٹھ سالہ غاصبانہ قبضے کے دوران عرب علاقوں کو ترقی دینے کی روش پر عمل کر رہا ہے۔ دریائے اردن کے مغربی کنارے، غزہ اور جولان پہاڑیوں پر چالیس سے زیادہ اسرائیلی بستیاں تعمیر ہو چکی ہیں۔ بہرکیف مغربی پریس نے اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ غاصب کی حیثیت سے عرب علاقوں میں اسرائیلیوں کی موجودگی عام اسرائیلیوں میں جوش و خروش پیدا کرنے کا سبب نہیں بنتی۔ جولان کی پہاڑیوں پر محاذ کے قریب تعمیر کی گئی بستیاں نصف کے قریب غیر آباد ہیں۔ اسرائیل میں توسیع پسندانہ پالیسی کو ترک کرنے کی آوازیں زیادہ سے زیادہ سننے میں آ رہی ہیں۔

ترقی پسند مقامی پریس اس امر پہ زور دے رہا ہے کہ سابقہ عسکریت پسندانہ تصورات اور نظریات میں ترمیم خود اسرائیلی عوام کے مفادات کے مطابق ہے اور پرامن سمجھوتے کے امکانات کے پیشِ نظر یہ ترمیم انتہائی ضروری بھی ہے۔

اس علاقے کی تمام ریاستوں اور قوموں کے مفادات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے عرب اسرائیل تنازعہ کو طے کرنے کے لیے ساری دنیا میں مطالبہ کیا جا رہا ہے اور اس مطالبہ کی شدت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر تل ابیب کے بعض اخبارات اور اسرائیل کے حامی امریکی اخباروں نے کچھ دنوں سے یہ لکھنا شروع کر دیا ہے کہ اسرائیل نے اپنی توسیع پسندانہ ترمیم کرنا شروع کر دی ہے۔ اور وہ مبینہ طور پر عرب ملکوں کو زبردست مراعات دینے کو تیار ہے۔

کیا درحقیقت ایسا ہی ہے؟ یہ بات

باقی ص۲۲ پر

رپورٹ: حافظ عبدالمتین صاحب

متحدہ جمہوری محاذ کا اتحاد پرور کنونشن

متحدہ جمہوری محاذ کا قومی کنونشن دو روز جاری رہنے کے بعد حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کی دعائے دلپذیر کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

اس کنونشن کا اہتمام متحدہ جمہوری محاذ نے حکومت کی غیر آئینی سرگرمیوں اور مسلسل جمہوریت کش اقدامات کے پیش نظر آیندہ کے لیے لائحۂ عمل متعین کرنے اور محاذ کی سرگرمیوں میں ربط وضبط اور یک جہتی پیدا کرنے کی غرض سے کیا تھا اور اس مقصد میں محاذ کو توقع سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔

کنونشن کا آغاز مسلم لیگ ہاؤس ڈیوس روڈ لاہور میں ۱۴/جون کو صبح ۱۰ بجے محاذ کے صدر جناب پیر آف پگارا شریف کی زیر صدارت ہوا۔ کنونشن کی کنوینگ کمیٹی کے سربراہ مولانا عبدالستار خان نیازی کی گرفتاری کے باعث سندھ اسمبلی میں قائد حزب اختلاف شاہ فریدالحق نے خطبۂ استقبالیہ پڑھا۔ آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کے سربراہ سردار عبدالقیوم خان نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ ان کے علاوہ ملک محمد قاسم، جناب جان محمد عباسی، راؤ مہروز اختر، خواجہ ثناءاللہ، مولانا غلام علی اوکاڑوی اور مشیر کاظمی نے خطاب کیا۔

دوسری نشست اسی روز پچھلے پہر مولانا شاہ احمد نورانی کی زیر صدارت منعقد ہوئی علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، جناب عبدالمجید خان، شیخ رشید احمد اور خواجہ محمد صفدر نے خطاب کیا۔

حبیب جالب اور سید امین گیلانی نے نظمیں پڑھیں۔

تیسری نشست شام سات بجے قائدِ جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب امیر جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم تشریف لے آئے تو صدر اجلاس مولانا مفتی محمود صاحب نے مائیک پر آکر اعلان کیا کہ چونکہ میری جماعت کے امیر تشریف لائے ہیں اس لیے صدارت کی کرسی ان کے لیے خالی کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت درخواستی کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ اس نشست سے حضرت درخواستی مدظلہ، کے علاوہ چوہدری رحمت الٰہی، سید نیاز احمد شاہ گیلانی، قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ نواب زادہ افتخار احمد انصاری، مخدوم نور محمد ایم۔ این۔ اے، احسان وائیں، عبدالرشید قریشی اور نفیس صدیقی نے خطاب کیا۔

کنونشن کی چوتھی نشست ۱۵ جون کو صبح ۹ بجے جناب میاں طفیل محمد کی زیر صدارت شروع ہوئی جس سے چوہدری ظہور الٰہی، بیگم محمودہ سلیم، قسور گردیزی، یاسین وٹو اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا۔

پانچویں نشست پچھلے پہر سردار عبدالقیوم کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس سے نوابزادہ نصراللہ خان، رانا نذرالرحمن، پروفیسر عبدالغفور اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

آخری نشست رات کو سینٹ میں قائد حزب اختلاف اور کالعدم نیپ کے رہنما جناب ہاشم خان غلزئی کی زیر صدارت منعقد ہوئی جس سے قائدِ جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود، ہاشم خان غلزئی مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا شاہ احمد نورانی، نواب زادہ یامین اور دیگر زعماء نے خطاب کیا۔ مشیر کاظمی اور سید امین گیلانی نے اپنا کلام سنایا۔

کنونشن کا نمایاں پہلو باہمی اتحاد ویگانگت تھا۔ انفرادی جوش وخروش کے اکا دکا مظاہروں کے سوا مجموعی طور پر اتحاد و اتفاق کی فضا پورے کنونشن پر محیط رہی۔

جمعیۃ علماء اسلام کے باوردی رضاکاروں اور خاکساروں نے کنونشن کے انتظامات کو خوش اسلوبی اور محنت کے ساتھ نبھایا جس سے کنونشن کے شرکاء بہت متاثر ہوتے۔ قائدِ جمعیۃ علماء اسلام مولانا مفتی محمود کنونشن سے خطاب کرنے کے لیے تشریف لائے تو کارکنوں کا جوش وخروش دیدنی تھا۔ انہوں نے پرجوش نعروں سے اپنے مخدوم و محبوب قائد کا خیر مقدم کیا، لیکن قائد جمعیۃ نے انہیں زیادہ نعرے لگانے سے روک دیا۔

کنونشن کے اختتام پر جمعیۃ علماء اسلام کے مندوبین اور انصار الاسلام کے باوردی رضاکار شیرانوالہ گیٹ جاتے ہوئے پرجوش نعروں کے ساتھ لاہور کی سڑکوں سے گذرے تو نصف رات گذر جانے کے باوجود لاہور

کے شہریوں نے اس ایمان پرور مظاہرہ کا پوری دلچسپی کے ساتھ نظارہ کیا۔ نعروں کے جواب میں انہوں نے بھی انتہائی جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔

کنونشن میں متعدد قراردادیں منظور کی گئیں ایک قرارداد آزاد کشمیر کی صورت حال کے بارے میں تھی جس میں آزاد کشمیر کے حالیہ نام نہاد انتخابات کو مسترد کرتے ہوئے انہیں کالعدم قرار دے کر پاک فوج کی نگرانی میں دوبارہ انتخابات کا مطالبہ کیا گیا۔

دوسری قرارداد میں مسئلہ کشمیر کو اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں استصواب رائے کے ذریعہ حل کرنے کا مطالبہ کیا گیا اور اس سلسلہ میں کسی بھی قسم کی سودا بازی کو مسترد کرتے ہوئے عوامی مجلس عمل کے سربراہ مولوی فاروق اور ان کے رفقاء کو ثابت قدم رہنے پر خراج تحسین پیش کیا گیا۔

تیسری قرارداد میں حزب اختلاف کی طرف سے قومی اسمبلی، سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے بائیکاٹ کی حمایت کرتے ہوئے ارکانِ اسمبلی کو جرارت مندانہ اقدام پر مبارک باد دی گئی۔ چوتھی قرارداد میں ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام و قوانین کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک اور قرارداد میں محاذ کی مرکزی قیادت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے بحالی جمہوریت کی تحریک شروع کرنے کی صورت میں مکمل تعاون و قربانی کا یقین دلایا گیا۔

مسٹر ہاشم غلزئی کے خطبۂ صدارت کے بعد حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم نے دعا فرمائی اور اس کے ساتھ ہی متحدہ جمہوری محاذ کا یہ اتحاد پرور قومی کنونشن اختتام پذیر ہوا۔

بقیہ حضرۃ درخواستی کا خطاب

لاؤ۔ کہیں سے ایک پیالہ لایا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے فوارے چھوٹ رہے تھے آپ کے آواز دی کہ پاک پانی کی طرف آؤ۔ سب نے وضو بھی کیا اور پیا بھی۔ کسی نے حضرت جابرؓ سے پوچھا آپ کی اس دن تعداد کیا تھی؟ فرمایا اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی تھا۔ بہرحال اس روز ہم پندرہ سو تھے۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مصائب و مشکلات میں عزم و ہمت سے کام لیا جائے تو اللہ تعالیٰ غیب سے اسباب مہیا فرما دیتے ہیں۔ اسی طرح حضرت سفینہؓ کا واقعہ ہے کہ جنگل میں گئے تو شیر سے آمنا سامنا ہو گیا۔ آپ نے پورے یقین کے ساتھ کہا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام سفینہ ہوں۔ یہ سن کر شیر نے گردن ڈال دی۔ آپ اس پر سوار ہو گئے۔ وہ کہتا تھا کہ میں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا غلام ہوں۔ پھر اس شیر نے باقی درندوں سے کہہ کے وہ جنگل خالی کرا دیا۔

الغرض عزم راسخ ہو اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور یقین ہو تو قدرت دستگیری فرماتی ہے۔ اس لیے فوج، فنڈز اور اقتدار سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ مددگار رہے۔

آخر میں ایک دعا بتلا دوں۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے فرمایا:

تفسیر رُوح المعانی اور مرقات المفاتیح

تفسیر روح المعانی، عربی کامل، ۱۵ جلدیں، طباعت
عکس مصری هدیہ رعایتی غیر مجلّد، کاغذ امپیشن آرٹ ۵۲۵/ روپے
کاغذ گلیز ۳۷۵/-- روپے

مرقات عربی شرح مشکوٰۃ کامل، ۱۱ جلدیں، طباعت
جدید ٹائپ؛ کاغذ امپیشن۔ هدیہ غیر مجلّد ۴۰۰/-- روپے

نوٹ:
اگر رُوح المعانی یا مرقات مجلّد مطلوب
ہو تو ۷/- روپے فی جلد مزید شامل فرمائیں۔ خرچہ
ڈاک علاوہ ہو گا

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان شہر

شہر شہر سے

قمر ہاشمی

جمعیتہ علماء اسلام سے وابستہ علماء کرام
اور
کارکن اپنی صفوں میں نظم وضبط اور اتحاد پیدا کریں

مولانا عبدالکریم مدظلہ

جمعیتہ علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر اور صوبہ سندھ کے معروف روحانی پیشوا حضرت مولانا عبدالکریم آف بیر شریف ضلع لاڑکانہ نے ایک بیان میں علماء کرام اور کارکنوں کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ قادیانی گروہ کے افراد کو سندھ میں تیزی کے ساتھ زمینیں الاٹ کی جا رہی ہیں اور وہ وہاں آباد ہو رہے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ انہیں کسی خاص منصوبہ اور پروگرام کے تحت وہاں آباد کیا جا رہا ہے۔

آپ نے سندھ کے علماء کرام اور دینی حمیت رکھنے والے کارکنوں سے خاص طور پر کہا ہے کہ چونکہ کفر وارتداد کے فتنہ کا رخ ان کی سرزمین کی طرف ہے۔ اس لیے اس فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہیں اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ کفر وارتداد اور ظلم وجبر کا صحیح مقابلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چل کر ہی کیا جا سکتا ہے۔

آپ نے ملک بھر میں جمعیتہ کے کارکنوں پر زور دیا ہے کہ وہ اپنی صفوں کو منظم کریں اور پاکستان میں کفر والحاد اور ظلم وجبر کو فیصلہ کن شکست دینے کی غرض سے عملی جہاد کے لیے تیار ہو جائیں۔ مولانا عبدالکریم نے یہ بیان لاہور میں جمعیتہ کی مرکزی مجلسِ عمومی کے اجلاس کے موقع پر دیا۔

سالارِ اعلیٰ کے دورہ میں تبدیلی

سالارِ اعلیٰ انصار الاسلام پنجاب جناب خواجہ عبدالرؤف نے دورہ لاہور ڈویژن کے پروگرام میں تبدیلی کی ہے اور اب وہ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق دورہ کریں گے۔

۱۹ جولائی، لاہور : ۲۰ جولائی، گوجرانوالہ
۲۱ ،، ، سیالکوٹ : ۲۲ ،، ، شیخوپورہ

سالارِ اعلیٰ نے ان اضلاع کے سالاروں کو ہدایت کی ہے کہ اس موقع پر تمام ماتحت شاخوں کے سالاروں کا اجلاس ضلع کے صدر مقام پر طلب کیا جائے تاکہ انصار الاسلام کو منظم کرنے کے سلسلہ میں انہیں ہدایات دی جا سکیں۔

انصار الاسلام کی وردی

سالارِ اعظم انصار الاسلام حاجی کرامت اللہ نے تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ رضاکاروں کی ہے کہ رضاکاروں کی وردی جمعیتہ علماء اسلام کے دستور میں ۴ ستمبر ۷۲ء کو جنرل کونسل کے اجلاس منعقدہ ملتان میں طے پانے والی ترمیم کے مطابق بنائی جائے۔ اس ترمیم کے مطابق وردی کی تفصیل یہ ہے۔

ملیشیا سلیٹی رنگ کی دو پاکٹ والی قمیص، خاکی رنگ کی شلوار، گرم کپڑے کی گول خاکی ٹوپی، نسواری رنگ کا جوتا۔

سالارِ اعظم کا دورہ کوئٹہ

انصار الاسلام کے سالارِ اعظم جناب حاجی کرامت اللہ ۱۴ جولائی بروز پیر کوئٹہ پہنچ رہے ہیں۔ آپ اس موقع پر صوبائی وضلعی سالاروں کے اجلاس میں شریک ہوں گے۔ آپ نے صوبہ سرحد کے سالارِ اعلیٰ کو اس اجلاس میں شرکت کے لیے کوئٹہ طلب کیا ہے۔

صوبائی راہنماؤں کا دورہ

جمعیتہ علماء اسلام کے نائب امیر مولانا قاری عبدالسمیع، ناظمِ اعلیٰ مولانا سید نیاز احمد گیلانی، ناظم مولانا محمد رمضان اور ناظم قاری نورالحق ایڈووکیٹ مندرجہ ذیل مقامات کا دورہ کریں گے۔

۲۸ - ۲۹ - ۳۰ جون : لاہور شہر۔
یکم جولائی۔ : میانوالی۔
۳۱ جولائی۔ : سرگودھا۔
۳ اگست : لائل پور۔
۱۳ اگست : جھنگ

مولانا سید نیاز احمد گیلانی نے ان مقامات کے جماعتی عہدہ داروں کو ہدایت کی ہے کہ اس موقع پر ضلعی سطح پر کارکنوں کے کنونشن منعقد کیے جائیں اور پروگرام ترتیب دے کر صوبائی دفتر کو مطلع کیا جائے۔ نیز صوبائی راہنما اس موقع پر اضلاع کی کارکردگی۔ دفتری امور اور حسابات کا بھی جائزہ لیں گے۔

اجلاس مجلسِ شوریٰ

جمعیتہ علماء اسلام ضلع رسولنگر کی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس مورخہ 29 $\frac{6}{75}$ بروز اتوار مطابق ۸ جمادی الثانی۔ بمقام دفتر جمعیتہ علماء اسلام ہارون آباد بوقت $8\frac{1}{2}$ بجے منعقد ہو رہا ہے شرکت کی اپیل ہے۔

مولانا عبیداللہ انور کا دورہ گوجرانوالہ

جمعیتہ علماء اسلام پنجاب کے امیر اور کل پاکستان نظامِ شریعت کنونشن کی مجلسِ استقبالیہ کے صدر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ ۳۰ر جون بروز پیر بعد نمازِ عشاء مکی مسجد بخاری روڈ نزد ڈیوڑھا پھاٹک جی۔ ٹی روڈ گوجرانوالہ میں جمعیتہ علماء اسلام گوجرانوالہ کی جنرل کونسل کے اجلاس سے خطاب فرمائیں گے۔ اور اس موقع پر مجلسِ استقبالیہ کی تشکیل عمل میں لائی جائے گی۔

(ڈاکٹر غلام محمد ناظم ضلع)

ضلعی کنونشن میانوالی

جمعیتہ علماء اسلام ضلع میانوالی کا ضلعی کنونشن بمقام ضلعی دفتر واقع موتی مسجد میانوالی بتاریخ یکم جولائی ۷۵ء منعقد ہو رہا ہے۔ صوبائی عہدیداران شرکت فرمائیں گے۔ ضلع میانوالی کی تمام شاخہائے جمعیتہ کے امیر یا ناظم کی شرکت ضروری ہے۔ تمام احباب مطلع رہیں اور مندرجہ بالا تاریخ صبح نو بجے تک ضلعی دفتر میں پہنچ جائیں۔

مجلسِ تحفظ حقوق اہلسنت کا قیام

ملتان ملک کے گوشہ گوشہ سے آئے ہوئے باشندگان کے ایک اجتماع میں مجلسِ تحفظ حقوق اہلسنت پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔

مولانا عبدالشکور دین پوری صدر اور سید عبدالمجید ندیم جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے ہیں۔ سید شمس الزمان آف کالا باغ اور مولانا محمد حسین نائب صدر، الحاج محمد لقمان خازن مقرر ہوئے۔

ارکان مجلس نے ناموس صحابہؓ اور سوادِ اعظم اہلسنت کے حقوق کی نگہداشت کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کا عہد کیا۔

مجلس کا دستور مرتب کیا جا رہا ہے اور رکنیت کے فارم مہیا کئے جا رہے ہیں۔ تاکہ ملک گیر بنیاد پر ایک مضبوط اور فعال تنظیم ناموسِ صحابہ اور حقوقِ اہلسنت کے لیے سرگرم عمل ہو۔ اور پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی مملکت بنایا جائے۔

جمعیتہ علماء اسلام کوٹ ادّو

جمعیتہ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ کا ضلعی اجلاس مدرسہ مظاہر العلوم کوٹ ادّو زیرِ صدارت مولانا عبدالمجید صاحب نائب امیر جمعیتہ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مہمان خصوصی خواجہ عبدالرؤف صاحب سالارِ اعلیٰ انصار الاسلام صوبہ پنجاب نے حالاتِ حاضرہ پر روشنی ڈالی اور بھٹو صاحب کی جمہوریت کش پالیسی پر تبصرہ فرمایا۔ اجلاس میں ضلعی شاخوں نے شرکت کی۔ مولانا محمد یار صاحب کو ضلعی سالار مقرر کیا گیا۔ ضلعی سالار کے ہمراہ مولانا عبدالمجید صاحب، چودھری شوکت علی صاحب مندرجہ ذیل تاریخوں میں مختلف مقامات کا دورہ فرمائیں گے۔

تمام شاخیں پروگرام کی تیاری رکھیں اور باوردی رضاکار تیار کریں۔

۲۴ر جون منگل : دن دائرہ دین پناہ
رات ، احسان پور
۲۵ر جون بدھ : دن ، جمن شاہ (ظہر تک)
: رات ، لیہ (LEIAH)
۲۶ر جون جمعرات : دن ، کروڑ۔
: رات ، چوک فتح پور
۲۷ر جون جمعہ : ۷ بجے تا ۱۱ بجے تک چوک اعظم
۱۲ بجے تا ۴ بجے تک چوک منڈا
رات : اڈہ دھوری والہ۔
۲۸ر جون ہفتہ : ۷ بجے تا ۱۲ بجے تک گرمانی۔
ظہر تا عصر تک گجرات۔ رات ، چوک قریشی۔
۲۹ر جون اتوار : ۷ بجے تا گیارہ بجے بصیرہ
ظہر تا عصر تک مظفر گڑھ۔ رات ، خان پور بگا شیر

ایک ضروری وضاحت

گزشتہ شمارہ میں شعبہ نشر و اشاعت کے عملی پروگرام کے ضمن میں مرکزی دفتر میں حاضری، مختلف مقامات کے دورہ اور دیگر امور پر مشتمل جو پروگرام شائع ہوا ہے وہ شعبہ کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی کی طرف سے ہے ان کا نام پروگرام میں درج ہونے سے رہ گیا تھا۔ قارئین نوٹ فرما لیں۔

(ادارہ)

بقیہ : نہر سویز

تو سبھی جانتے ہیں کہ مقبوضہ عرب علاقوں سے، جن پر اسرائیل نے ۶۷ء میں قبضہ کیا تھا، اسرائیل کا انخلاء سمجھوتے کی لازمی شرائط میں سے ایک شرط ہے۔ اس حقیقت کی کوئی مشکل ہی سے تردید کر سکتا ہے کہ ایسی واضح سرحدوں کا تعین جس میں کسی بحث و تمحیص کی گنجائش نہ ہو، اسرائیل سمیت مشرقِ وسطیٰ کی تمام ریاستوں کی حقیقی سلامتی کی ایک ضمانت ثابت ہو سکتی ہے۔

اس بات میں شبہ کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کہ مقبوضہ عرب علاقوں میں آبادکاری کا اسرائیلی منصوبہ پر امن منصفانہ سمجھوتے کے نظریئے ہی کو ناکام بنانے کی کوشش کے سوا اور کچھ نہیں۔ اسرائیل کے موجودہ حکمران عرب علاقوں کو ہتھیا کر اسرائیلی ریاست میں شامل کرنے کی پالیسی پر، جو عسکریت پسندانہ خواہشات کی مظہر ہے، جس ہٹ دھرمی سے عمل کر رہے ہیں اس کے نتیجہ میں مشرقِ وسطیٰ کی دھماکہ خیز صورتِ حال اور زیادہ خطرناک ہوتی

بقیہ : حضرت درخواستی

حسبی اللہ و نعم الوکیل۔

اس کا پڑھنا تھا کہ آگ گلزار میں تبدیل ہو گئی اور میرا یقین ہے کہ اگر آگ جناب ابراہیم علیہ السلام پر گلزار بن سکتی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں پر بھی ظلم کی آگ ٹھنڈی ہو سکتی ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

طلباء کی دنیا

رپورٹ: محمد یوسف ولی اللّٰہی

ہم متحدہ جمہوری محاذ کے ہر پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے اپنے آپکو تیار رکھے ہوئے ہیں

متحدہ پلیٹ فارم کی شکل میں عملی مظاہرہ کیے بغیر مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ محمد اسلوب قریشی

جناب عنایت اللہ خان (صدر یونین گورنمنٹ کالج ڈیرہ اسماعیل خان) کی جمعیۃ میں شمولیت

متحدہ جمہوری محاذ کے زیر اہتمام کل پاکستان قومی کنونشن منعقدہ ۱۴/۱۵ جون ۸۵ء میں تقریر کرتے ہوئے قائد طلباء جناب محمد اسلوب قریشی نے کہا کہ میں متحدہ جمہوری محاذ کے اکابرین و ارکان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کو بحیثیت طالب علموں کی ایک نمائندہ تنظیم کے اس قومی کنونشن میں شرکت کی دعوت دی۔ انہوں نے بتایا کہ ملک بھر سے ہمارے ۲۰۰ نمائندہ طلباء جن میں ۴۰ کالجوں کی یونینز کے منتخب طلباء بھی شامل ہیں اس کنونشن میں شرکت کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ میں محاذ کے رہنماؤں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ماضی کی طرح انشاء اللہ آج بھی ہم متحدہ جمہوری محاذ کے ہر پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اپنے آپ کو تیار رکھے ہوئے ہیں۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا ہوں جو حقیقت پر مبنی نہ ہو۔ کیونکہ کھوکھلی باتیں کرنا ہماری تنظیم کے دستور اور مقاصد میں ہی شامل نہیں ہے۔ ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا جب تحریک بحالی جمہوریت میں طالب علموں کی واحد تنظیم جمعیۃ طلباء اسلام ہی نے محاذ کے پروگرام کو پایۂ تکمیل پہنچانے کے لیے ان رہنماؤں کے شانہ بشانہ گرفتاریاں پیش کیں اور اپنے کارکنوں کو جیل کی زینت بنایا ان کارکنوں پر آج تک مقدمات قائم ہیں۔ ہم نے ایک عظیم مقصد کے لیے گرفتاریاں پیش کی تھیں محاذ پر کوئی احسان نہیں کیا تھا۔

اس کے بعد جب ملک میں مرزائیت کے خلاف تحریک چلی تو ہم نے مجلس عمل کے شانہ بشانہ چلتے ہوئے ہر قسم کی قربانی دی اور اس سلسلے میں کسی بھی دوسری تنظیم سے پیچھے نہیں رہے۔

انھوں نے مزید کہا کہ ہماری ایک عظیم تاریخ ہے۔ ہمارا تعلق ان اسلاف اور علماء حق سے ہے۔ جنھوں نے ہمیشہ ظلم کے خلاف جہاد کیا۔ جنھوں نے جان تو دے دی لیکن کسی ظالم کے سامنے سر نہیں جھکایا شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز کے خلاف جہاد کیا اور ایک ایسی ٹیم تیار کی جس نے انگریز کو یہ ملک چھوڑنے پہ مجبور کر دیا۔ اسی طرح حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا عبید اللہ سندھی جیسے اکابرین نے اپنی تمام عمر انگریز کے خلاف جہاد کے لیے وقف کر دی

ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا کہ بلوچستان میں ہماری تنظیم کے کارکن مولانا سید شمس الدینؒ نے اسلام اور جمہوریت کے لیے اپنی جان قربان کر دی آج ہماری جماعت کا ہر کارکن انہی کے نقشِ قدم پر چلنے کا عزم کیے ہوئے ہے۔

اتحاد کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ آج ہمیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے تمام اختلافات ختم کر کے متحدہ پلیٹ فارم کی شکل میں عملی مظاہرہ کریں کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی بقا اور نجات اسی میں ہے کہ تمام رہنما ایک جگہ اکٹھے ہو کر قوم کے سامنے متفقہ لائحہ عمل پیش کیونکہ وہ اسی صورت میں قوم کے مسائل صحیح طور پر حل کرنے کے لیے کوئی مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں اور اگر ہم نے اپنے آپ کو صرف نعروں میں ملوث کر دیا اور کوئی عملی ثبوت فراہم نہ کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کنونشن کا مقصد پورا نہیں ہوگا۔

انھوں نے کہا کہ جہاں مفتی محمود مدظلہ ہمارے قائد ہیں وہاں محاذ کے دیگر تمام رہنما بھی ہمارے قائد ہیں اور ہم انہیں اپنا رہنما اور قائد صرف اس لیے تسلیم کیے ہوئے ہیں کہ وہ قوم کی امنگوں کے ترجمان ہیں۔ لوگ محاذ کے رہنماؤں کے فیصلے کی طرف نظر لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو پورے طور پہ تیار رکھے ہوتے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ اس ملک میں جلد از جلد انقلاب آئے۔

میں ایک بار پھر یقین دہانی کراتا ہوں کہ F ۔ D ۔ لما کے رہنما ہمیں انشاءاللہ کسی بھی میدان میں پیچھے نہیں پائیں گے۔ ہم آپ کے شانہ بشانہ ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔

صوبائی کنونشن سندھ

رپورٹ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں

شمولیت

صدر یونین گورنمنٹ کالج ڈیرہ اسماعیل خاں جناب عنایت اللہ خاں نے سینکڑوں ساتھیوں سمیت جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے انہوں نے ایک بیان میں علماء حق خصوصاً مولانا مفتی محمود مدظلہ کے ایک اشارہ پر ملک و قوم اور اسلام کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کا عزم کیا۔ جناب رحیم بخش و دیگر ارکان جمعیۃ نے جناب عنایت اللہ کی شمولیت پر ان کا خیر مقدم کیا ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول حلقہ لونی

زیارت (بلوچستان) کے پندرہ طلباء نے بھی جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ ان طلباء نے قائد طلباء جناب محمد اسلوب قریشی پر اعتماد کا اظہار کیا۔ شامل ہونے والوں کے نام یہ ہیں۔ جناب حیدر خاں، جناب ولی محمد، جناب غلام محمد، جناب سمندر خاں، جناب عبدالجبار خاں، جناب عبدالقادر، جناب جان غازی خان، جناب عبدالسلام خاں، جناب عبدالودود، جناب مطیع اللہ، جناب عبدالرحمٰن جناب سرور جان، جناب جان محمد، جناب گل محمد اور جناب عبدالقیوم آف قلات۔

یاد رہے کہ تمام حضرات پختون نیپ خواہ سے مستعفی ہو کر جمعیۃ طلباء اسلام میں شامل ہوئے ہیں۔

علاوہ ازیں جناب محمد عبداللہ بھٹی متعلم مدرسہ عربیہ اشاعت العلوم جامع مسجد منڈی چشتیاں ضلع بہاول نگر

جناب فضل عباس صدر یونین گورنمنٹ ہائی سکول جتوئی ضلع مظفر گڑھ (ساتھیوں سمیت)

جناب اللہ بخش صدر یونین گورنمنٹ ہائی سکول بصیرہ ضلع مظفر گڑھ (ساتھیوں سمیت)

جناب غلام یٰسین صدر یونین گورنمنٹ ہائی سکول کین جھر ضلع مظفر گڑھ بھی جمعیۃ طلباء اسلام میں شامل ہوئے ہیں۔

خواجہ سیف الاسلام صدر منتخب ہو گئے

جمعیۃ طلباء اسلام جہلم کے سرگرم کارکن جناب خواجہ سیف الاسلام تبلیغ الاسلام ہائی سکول جہلم یونین کے صدر منتخب ہو گئے ہیں انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ وہ طلباء کے مفاد کا ہر لحظہ خیال رکھیں گے اور جمعیۃ طلباء اسلام کے منشور پر عملدرآمد کریں گے۔ ان کی کامیابی پر ناظم یونٹ تبلیغ الاسلام ہائی سکول جناب عبدالمجید نے خوشی کا اظہار کیا

رانا شمشاد علی خاں کا دورۂ مظفر گڑھ

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے صدر جناب رانا شمشاد علی خاں نے ضلع مظفر گڑھ کے درج ذیل مقامات کا تفصیلی دورہ کیا، اور تنظیمی اجتماعات منعقد کیے۔ جناب صاحبزادہ عزیز احمد ضلعی صدر جناب محمد قاسم اور ضلعی جنرل سیکرٹری جناب شعیب عتیق بھی ان کے ہمراہ تھے۔ مقامی شاخوں کے طلباء نے بھی تنظیمی اجتماعات سے خطاب کیا۔

لیہ، کروڑ لعل عیسن، کوٹ ادو، چوک منڈا، سنانواں، چوک قریشی، خان گڑھ شہر سلطان، کین جھر، جتوئی، بصیرہ، علی پور اور مظفر گڑھ شہر۔ ان میں سے بعض مقامات پر نئی شاخیں بھی قائم کی گئیں۔

بخدمت صاحب

ایس۔ ڈی۔

حمایت علی

انتخابات

کین جھر ضلع مظفر گڑھ

صدر : جناب غلام یٰسین

نائب صدر : " رانا محمد اسحاق

ناظم عمومی : " محمد اصغر

ناظم : " غلام سرور

ناظم نشریات : " خورشید علی

خازن : " محمد اسلم

جھنگ شہر

صدر : جناب محمد اعجاز آزاد (گورنمنٹ کالج)

نائب صدر : جناب شمشاد علی شاد (معیاری کالج)

" محمد منیر شیریں (ایم۔ بی۔ ہائی سکول)

ناظم عمومی : " عبدالواحد انجم (گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ)

ناظم : " محمد انور ساجد (گورنمنٹ کالج)

ناظم نشریات : " محمد عارف عادل " "

خازن : " جان محمد شاد (ایم بی ہائی سکول)

زیارت نانا صاحب (بلوچستان)

صدر : جناب عبدالودود

نائب صدر : " امیر جان

ناظم عمومی : " عبدالنافع

ناظم نشریات : " سمندر خان

خازن : " عبدالعلی

جمعیۃ طلباءِ اسلام

ڈھوک منگٹال کے نئے انتخابات

جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ ڈھوک منگٹال کے نئے انتخابات ہوئے جس میں مندرجہ ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے۔

صدر : جناب محمد ارشاد

نائب صدر : " قاری جہاں زیب

جنرل سیکرٹری : " فدا حسین راشدی آف کیمبل پور

ناظم نشر و اشاعت : جناب قاری فضلِ ربی

خزانچی : جناب عبدالرحیم

انتخابات کے بعد صدر جمعیت نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا سب سے اہم مقصد اس تنظیم کے تشکیل دینے کا یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کے آخری سانس تک پاکستان میں تن من دھن کی بازی لگا کر اسلامی آئین کے نفاذ کے لیے ہر وقت کوشش کریں۔ سیکرٹری فدا حسین راشدی نے ولولہ انگیز تقریر کی۔